



اسلامی بیداری اور انقلابی اقوام کے لئے ہدایات

آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظریں

مؤلف
گروہ مؤلفین

مترجم
فصاحت حسین

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	:	اسلامی بیداری اور انقلابی اقوام کے لئے ہدایات آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں
مؤلف	:	گروہ مؤلفین
مترجم	:	فصاحت حسین
نظر ثانی	:	حجتہ الاسلام مولانا حیدر مہدی کریمی
طباعت	:	بار اول
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
سال اشاعت	:	جولائی ۲۰۱۸ء
قیمت	:	۷۰ روپے

ناشر
ولایت پبلیکیشنز، نئی دہلی

امام خامنہ ای مدظلہ العالی

- ✽ ”ہمارے خطہ اور پوری دنیا سے روزانہ نئی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ہمارے خطہ اور پوری دنیا میں ظاہر ہونے والے مسائل کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ چاہے وہ اس خطہ کے مسائل ہوں، یا مغرب میں یورپ و امریکا میں ہونے والے واقعات، دنیا کے حالات بہت نازک ہیں، البتہ یہ ہمارے حق میں ہیں“^۱۔
- ✽ ”واقعاً اس خطہ کی تاریخ اور اس کے ساتھ دنیا کی تاریخ پلٹ رہی ہے، ایک نئے باب کا آغاز ہو رہا ہے“^۲۔
- ✽ ”بیداری کی یہ لہر یورپ کے قلب تک پہنچے گی۔ یہ بیداری یقینی ہے“^۳۔
- ✽ ”آج خطہ کے عوام طاقتوں کے تدریجی زوال کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ایران پیش قدم ہے، وہ ایران جو اسلام کے سہارے ہے“^۴۔
- ✽ ایک عظیم واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ اس واقعہ کے دو پہلو ہیں البتہ دونوں ممکن ہیں:
- ایک پہلو کا احتمال زیادہ ہے اور دوسرے پہلو کا احتمال کم ہے۔ یا تو حقیقت یہ ہے کہ خطہ میں موجود رجحان بڑی آبادی والے اور دانشوروں کی ایک بڑی تعداد رکھنے والے مستحکم اسلامی بلاک کی تشکیل کا رجحان ہے۔ اس کا احتمال قوی ہے یا پھر خدا نخواستہ دوبارہ استعمار کا تسلط ہونے والا ہے جو پچاس سال، ساٹھ سال یا سو سال کے لئے قوموں کو پسماندگی میں مبتلا کر دے گا۔ یہاں تک کہ قومیں سمجھ جائیں گی اور ان کو تجربہ ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ خیانت ہوئی ہے اور وہ پھر بیدار ہوں گی“

عرض ناشر

الحمد للہ آئے دن دنیا کے مختلف گوشوں سے نئی نئی خبریں موصول ہو رہی ہیں اور آگہی و بیداری کے یہ واقعات اور انقلابات پوری دنیا میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ یقیناً مشرق وسطیٰ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی تاریخ نے پلٹا کھایا ہے اور فصل جدید کا آغاز ہو چکا ہے۔ بیداری کی یہ تحریک مشرق وسطیٰ تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ یورپ کے قلب تک پہنچ جائے گی۔

آج اقوام و ملل شہ زور حکومتوں اور سپر طاقتوں کے تدریجی زوال کا مشاہدہ کر رہی ہیں، آج مسلمانان عالم (مسلم و غیر مسلم ممالک میں بسنے والے) ساری دنیا میں اسلام کی جانب میلان و رجحان اور اسلامی تشخص کی بازیافت کو اپنے وجود کے اندر محسوس کر رہے ہیں، آج دنیائے اسلام کے روشن فکر افراد سوشلزم اور مغربی مکاتب فکر سے دل برداشتہ ہو کر اسلام کی جانب مائل ہو رہے ہیں اور اسلام سے انسانیت کے درد و رنج کا علاج چاہتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں امت مسلمہ جس قدر اسلام کی جانب متوجہ ہوئی ہے اس کی مثال گذشتہ صدیوں میں بھی نہیں ملتی۔

زیر نظر کتاب مرجع زمانہ، قائد یگانہ، رہبر فرزانہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی خامنہ ای مدظلہ العالی کی تقاریر و رشحات قلم کا مجموعہ ہے جو حالات و مناسبات کے تحت انجام پاتی رہی ہیں اور فارسی زبان میں بیداری اسلامی کے عنوان سے سلسلہ وار چار کتابوں کی اشاعت منظر عام پر آئی اور

مقبول خاص و عام ہوئی۔ ان کتابوں میں بیداری اسلامی کی ماہیت و حقیقت، بیداری اسلامی کے اسباب و علل، بیداری اسلامی کی راہ کے خطرات و مشکلات، بیداری اسلامی کی موجودہ و آئندہ صورتحال، انقلاب اسلامی کے خدوخال جیسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یقیناً رہبر معظم انقلاب اسلامی کے زاویہ دید سے مشرق وسطیٰ اور پوری دنیا کے انقلاب اور بیداری اسلامی کی تحقیق، نہایت ضروری ہے۔ حضرت معظم لہ نے کئی برسوں سے اسی بیداری اسلامی کو اپنا مرکزی موضوع قرار دیا ہے اور قوم کی رہنمائی و رہبری کے فریضہ کے علاوہ اس میدان میں آپ مہارت حاصل ہے۔

یہ کتاب دنیا کی دوسری زندہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی تو بھلا بڑے صغیر اس عظیم معلوماتی و مفید ذخیرہ سے کیوں محروم رہتا۔

لہذا فاضل محترم کہنہ مشق مترجم عالی جناب مولانا نذر امام صاحب نے اس فارسی کتاب کو اپنی تمام تر مشغولیات کے باوجود اردو کا لباس پہنا کر اردو داں حضرات کے استفادہ کے قابل بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قلم کو مزید روانی عطا کرے اور ان کے قلمی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

ولایت پبلیکیشنز اس وسیع کتاب کو طباعت کے مراحل کی تکمیل کے بعد عالمی سطح پر آزادی کے متوالوں اور حریت کے طلبگاروں کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر سعی کو قبولیت کے شرف سے نوازے اور آئندہ مزید خدمات کا موقع عنایت فرمائے، آمین!

ولایت پبلیکیشنز

نئی دہلی

فہرست

۱۵	مقدمہ
۱۷	پہلا باب: انقلابی اقوام کے راستہ کے خدو خال
۱۹	انقلابی اقوام کے راستہ کے خدو خال
۱۹	تحریک کی ضرورت
۱۹	فقط بیدار ہونا کافی نہیں ہے۔ بیداری کے بعد..... طالب ہے۔
۲۰	تحریک کا راستہ
۲۰	یہ عالم اسلام کے علماء، مفکرین اور دانشوروں کی..... فرمانروائی پر جا کر ختم ہو۔
۲۱	آخری منزل
۲۱	آخری مقصد دین، عقل، علم اور..... آزاد کرنا عظیم مقصد ہے
۲۲	خطہ میں موجود رجحان بڑی آبادی والے اور دانشوروں.... کار حجان ہے
۲۲	آپ کی اصلی ذمہ داری عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے
۲۳	تحریک کے مقدمات اور ضروریات
۲۳	ایمان کا استحکام، انسانی عقل سے استفادہ، مختلف..... سبب بتا ہے
۲۴	آج عالم اسلام اپنے سامنے درخشاں افق کا..... عوام کا عظیم الشان جہاد ضروری ہے
۲۷	دوسرا باب: اعتقادی و عرفانی ہدایات اور راہ حل

- ۲۹ ----- اعتقادی و عرفانی ہدایات اور راہ حل
- ۲۹ ----- الہیات اور اسلامی و انقلابی تعلیمات
- ۲۹ ----- الہی امداد کے مکرر وعدوں پر یقین
- ۳۰ ----- خود کو ہمیشہ میدان میں سمجھئے: ”فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ“
- ۳۰ ----- خدا کو ہمیشہ حاضر و ناظر اور اپنا مددگار سمجھئے: ”وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ“
- ۳۱ ----- آج عالم اسلام کو قرآن کی جانب سے..... عزت کی ضرورت ہے
- ۳۱ ----- قرآنی تعلیمات سے مشکلات حل ہو جاتی ہیں
- ۳۲ ----- قوانین شریعت اور عالم خلقت و جہان طبیعت ایک..... مدد کرتے ہیں۔
- ۳۳ ----- اسلام کے بنیادی اقدار اور محکم تعلیمات، دائمی انقلابی اصولوں کا معیار ہیں
- ۳۵ ----- تیسرا باب: اسلامی و انقلابی بصیرت
- ۳۷ ----- اسلامی و انقلابی بصیرت
- ۳۷ ----- بصیرت کی ضرورت
- ۳۸ ----- بصیرت کے پہلو
- ۳۹ ----- دنیا میں موجود اصلی صف بندی اور اس کے..... فرعی اور جھوٹی ہونے کا شعور
- ۴۰ ----- اقدامات اور رجحانات میں غلطی کی تشخیص کا معیار دشمن کا ہمراہ ہونا یا نہ ہونا
- ۴۱ ----- تاریخ سے عبرت اور سامراج کے ماضی سے سبق
- ۴۱ ----- اپنی صف کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے..... رکھنے کی کوشش کرتا ہے
- ۴۲ ----- مسلم مجاز کے مثبت پہلو
- ۴۲ ----- امت مسلمہ ایک ایسی غنی ثقافت کی مالک..... کے رسوخ سے پیدا ہوا ہے
- ۴۳ ----- امت مسلمہ کا جغرافیائی علاقہ، قدرتی ذخائر کے..... تمدنوں کا سہارا ہیں

- ۴۳ ----- نبی اکرمؐ کی عظمت کے دفاع..... کا مظاہرہ ہوا
- ۴۵ ----- مسلم محاذ کے منفی پہلو
- ۴۶ ----- دشمن کی کمزوریوں سے..... رکھنے کی کوشش کر رہا ہے
- ۵۱ ----- چوتھا باب: اسلامی و انقلابی نظام سازی کے نظریاتی پہلو
- ۵۳ ----- اسلامی و انقلابی نظام سازی کے نظریاتی پہلو
- ۵۳ ----- اسلام، نظام سازی کی بنیاد
- ۵۳ ----- جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کو..... اسلامی روح..... کوشش کرنی چاہیے
- ۵۴ ----- قدامت پرستی اور جاہلانہ تعصب سے پرہیز
- ۵۴ ----- اسلام پسندی کو قدامت پرستی..... اور انتہا پسندانہ تعصب کی جگہ..... حد فاصل ہونی چاہیے
- ۵۴ ----- عوام پر بھروسہ اور نظام سازی میں ان کا کردار
- ۵۵ ----- انقلاب لانے والی اقوام کا..... اور ان کے ووٹوں کا..... ووٹوں سے منتخب ہوں
- ۵۵ ----- لبرل ڈموکریسی اور سرمایہ داری سے پرہیز
- ۵۶ ----- سرمایہ کا سارے ملکی فیصلوں کا مرکز..... جو مغربی بلاک..... پرہیز کرنا چاہیے
- ۵۶ ----- آج سرمایہ دارانہ نظام کے..... اس کے طور طریقے کی پیروی..... واضح ہو چکا ہے
- ۵۷ ----- جدید نظام کے مفاہیم کے لئے اصطلاحات و الفاظ بنانے کی ضرورت
- ۵۷ ----- اسلامی حکمرانی کی اس تحریک کے..... اصطلاحات و الفاظ وضع کئے جائیں
- ۵۹ ----- پانچواں باب: اسلامی و انقلابی اخلاق و کردار
- ۶۱ ----- اسلامی و انقلابی اخلاق و کردار
- ۶۱ ----- قرآن کے دستور العمل میں تقویٰ..... منافقوں کی فرمانبرداری..... کی فرمانبرداری
- ۶۲ ----- اگر ہمارے دل عاقلانہ پہلو سے..... سامنے..... رکاوٹیں دور ہو جائیں گی

- اس زمانہ میں قیام کرنے والی قوموں..... عظیم مصداق یہ ہے..... متوقف نہ کریں --- ۶۳
- پیغمبر اکرمؐ کی ذات مقدس سے محبت..... اصل واساس ہے --- ۶۳
- امت مسلمہ ماہ رمضان اور عید فطر کو..... دنیا و آخرت کی عزت کا ذریعہ بنا سکتی ہے --- ۶۴
- صحیح طریقہ سے راستہ طے کرنے..... اس سلسلہ میں حج ایک بہترین موقع ہے --- ۶۵
- انقلابی اخلاق و کردار کے سلسلہ میں ایثار..... نجات بخش خصوصیات کا حصہ ہے: --- ۶۶
- چھٹا باب: اسلامی و انقلابی روابط --- ۶۹
- اسلامی و انقلابی روابط --- ۶۹
- اتحاد کا تحفظ اور رفع اختلافات --- ۷۱
- مسائل کو شیعہ سنی کارنگ نہ دیجئے! کیوں کہ یہ امریکا کی سب سے بڑی خدمت ہے --- ۷۲
- بڑی طاقتوں اور ان کے گماشتہ حکمرانوں اور زرخید..... اتحاد و یکجہتی کا تحفظ ہے --- ۷۳
- پیغمبر اکرمؐ کا وجود مبارک مسلمانوں کا نقطہ اتفاق ہے..... اسے غنیمت سمجھنا چاہیے --- ۷۳
- ہم دشمن کو اپنے درمیان اختلاف ایجاد نہ..... امت مسلمہ..... بچالے جائے --- ۷۴
- ہماری اہم سفارش مذہبی، قومی، نسلی، قبائلی اور ملکی..... سمت و جہت دیجئے --- ۷۵
- امت کے درمیان فعال روابط --- ۷۶
- حج کے عظیم اجتماعات کے موقع پر..... جسمانی شکل مزید پختہ ہونی چاہیے --- ۷۶
- حج میں مسلمان بھائیوں..... تعلقات بحال..... خود کو نجات دے دیتا ہے: --- ۷۷
- عظیم امت مسلمہ حج میں مزید اتحاد، شجاعت، بیداری اور خود آگہی حاصل کر سکتی ہے --- ۷۹
- پوری دنیا کے مسلمانوں کو، اسلامی جمہوریہ میں..... تعلقات مستحکم کرنے چاہئیں --- ۷۹
- دشمن، امت اسلامیہ کے..... سرگرم ارکان کو..... عظیم پیکر کا سامنا نہیں کرے گا --- ۸۰
- عالمی روابط --- ۸۰

- اپنے فریضہ پر عمل کرنے کی صورت میں افکار..... صورت میں نکلے گا۔ ۸۱
- ساتواں باب: اسلامی و انقلابی منصوبہ سازی اور انتظام و اہتمام۔ ۸۵
- اسلامی و انقلابی منصوبہ سازی اور انتظام و اہتمام۔ ۸۷
- فیصلہ کیجئے، صحیح طریقہ سے ہدف کا..... پائیداری کے ساتھ قدم بڑھائیے۔ ۸۷
- امت مسلمہ کی اندرونی کمزوریوں اور خامیوں سے مقابلہ کے لئے چارہ جوئی۔ ۸۷
- امت مسلمہ کی اکثر مشکلات جن کی وجہ سے..... خیانت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ ۸۸
- فرقہ وارانہ اور قومی اختلافات،..... عالم اسلام کی موجودہ مشکلات کا سرچشمہ ہیں۔ ۸۹
- احساس کامیابی سے پیدا ہونے والی آسودگی اور..... تفرقہ و اختلاف پیدا کرنا۔ ۹۱
- بیرونی خطروں اور مشکلوں سے مقابلہ کے لئے چارہ جوئی۔ ۹۲
- استکباری مشینری سے وابستہ شیطان دنیا کے..... یا اس کی روح کو ختم کر دیں۔ ۹۲
- ان کا کام لوگوں کے جذبات سرد کرنا ہے..... سرگرم اور مشغول رکھنے کے ذریعہ۔ ۹۵
- استکبار کی کوشش ہے کہ اسلامی معاشروں میں خواتین..... سے بیگانہ بن جائیں۔ ۹۷
- قدس کا مسئلہ، امت مسلمہ کا بنیادی مسئلہ ہے..... وہ اس مسئلہ کو غیر اہم بنادیں۔ ۹۷
- دشمن بدامنی اور پر آشوب ماحول کے ذریعہ لوگوں کو عاجز..... پر غالب ہو سکتے ہیں۔ ۹۸
- کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ انسان دشمن کے سامنے ایک قدم بھی..... حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ ۹۹
- امت مسلمہ کے درمیان اسلام پر عمل، بھائی چارہ..... سرکشی کرنے کا مقابلہ ہونا چاہیے۔ ۱۰۰
- معیاریہ ہونا چاہیے..... اسلام کا اعلانیہ دشمن..... اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۰۰
- اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآن نے ہمیں سکھایا ہے کہ اگر تم صبر کرو..... تو یقیناً تم کامیاب ہو۔ ۱۰۱
- اسلام کی بنیاد پر تشکیل پانے والے نظام کے لئے تدبیر اور منصوبہ سازی۔ ۱۰۲
- آپ کا اصلی اور بڑا کام نظام سازی ہے..... مارکسٹی نظریات..... نہ تھوپنے دیں۔ ۱۰۲

- جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کو..... موجود ہونے کی کوشش کرنی چاہیے..... ۱۰۲
- نظام سازی، آئین کی تدوین، ملک اور..... اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے..... ۱۰۳
- ”اسلامی عوامی نظام“ مختلف ملکوں میں..... اور شکلوں کے ساتھ محقق ہو سکتا ہے..... ۱۰۴
- اس رجحان اور تحریک کی..... بنیاد پر..... متعلقہ ادارے بھی قائم کئے جائیں..... ۱۰۵
- ”اصول پسند، اعتدال پسند اور عقلی اسلام“ کی بنیادی..... نظر ثانی کی جائے..... ۱۰۵
- انقلابات کا عوامی ہونا..... عوام اور عوامی شخصیات..... خدوخال معین کرنے والے ہیں ۱۰۶
- تمام بڑی اور سماجی تحریکوں میں عوام کا کردار..... اس کے عوام سے رابطہ پر ہوتا ہے..... ۱۰۷
- جہاں کہیں بھی قومیں میدان عمل میں آجائیں..... ہمیشہ خون تلوار پر فتح حاصل کرتا ہے... ۱۰۷
- بلند اہداف اور پیغامات رکھنے والا نظام..... ان کی آگاہی و بیداری پر منحصر ہے..... ۱۰۸
- ایرانی انقلاب کی صورتحال یہ تھی..... حکام مطمئن تھے..... انسانوں سے بھرا ہوا ہے.. ۱۰۹
- اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ممالک اور معاشرے..... اس طرح کی غفلت سامنے نہیں آتی ہے ۱۱۰
- ہمارے انقلاب میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ اسلامی تعلیمات سے..... باقی اور جاری رہا..... ۱۱۰
- ہر عوامی انقلاب و قیام میں حقیقی جنگ..... اس کی کامیابی یقینی ہے..... ۱۱۲
- اپنی جوان نسل پر اعتماد کیجئے..... اور بزرگ افراد کے تجربوں سے بہرہ مند کیجئے..... ۱۱۳
- اسلامی ممالک کو اپنے قومی مفادات کے تحفظ..... بنیادی نقاط پر زور دینا چاہیے..... ۱۱۳
- جب بھی کوئی حکومت فلسطین کی حمایت کرتی ہے اسے اپنی عوام..... نصیب ہوتی ہے.... ۱۱۴

مقدمہ

عالمی حکمرانی کے مقدمہ کے طور پر اسلام کی عالمی حکمرانی، امت واحدہ اور عظیم اسلامی بلاک کی تشکیل حقیقی مسلمان کی آرزو ہے اور موجودہ بے نظیر حالات اس مقدس ہدف تک رسائی کا بے مثال موقع ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ موجودہ صورتحال کی پیچیدگی، اسلامی معاشروں کی کمزوریاں اور خامیاں اور دشمن کے حیلے اور سازشیں اس راستہ کی بڑی رکاوٹ ہیں۔ لہذا اس راستہ کی پیمائش کسی ”خضر راہ“ اور قائد کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے خداوند متعال پر توکل اور کئی دہائیوں پر محیط سیاسی رزم و جہاد کے تجربوں سے استفادہ کرتے ہوئے نیز اسلامی انقلاب کی قیادت میں قابل دید کامیابی کے بعد اپنے تجربات کا ماحصل مسلمانان عالم اور انقلابی اقوام کے حوالہ کیا ہے تاکہ یہ اس تاریخی موڑ سے گزرنے میں سہارا بن سکیں۔

کتاب حاضر ”اسلامی بیداری امام خامنہ ای کی نظر میں“ کی اس جلد میں ہمارا ارادہ ہے کہ ہم حالیہ برسوں میں رہبر معظم کی جانب سے انقلابی اقوام کے لئے پیش کی جانے والی سفارشات و ہدایات کی تالیف کر کے ان کا جائزہ لیں۔ معظم لہ کی سفارشوں میں غور و فکر کرنے ہمیں اس نتیجہ تک پہنچایا ہے کہ آپ کی پیش کردہ ہدایات تین حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں:

پہلا باب: ”انقلابی اقوام کے راستہ کے خدو خال“ ہے جو تحریک کی جہت اور اس کے بنیادی مقصد کو واضح کرتا ہے۔

دوسرا باب: انقلابی اقوام کے لئے ”اعتقادی و نظریاتی سفارشات اور ہدایات“ ہیں جسے تین حصوں

”اسلامی۔ انقلابی تعلیمات اور الہیات“

”اسلامی۔ انقلابی بصیرت“، اور

”اسلامی۔ انقلابی نظام سازی کے نظریاتی پہلو“ میں پیش کیا گیا ہے۔

تیسرا باب: ”عملی سفارشوں اور ہدایات“ سے مربوط ہے جس کے تین حصے:

”اسلامی۔ انقلابی اخلاق و کردار“

”اسلامی۔ انقلابی روابط“ اور

”اسلامی۔ انقلابی منصوبہ سازی اور انتظام و اہتمام“ ہیں۔

امید ہے کہ یہ کوشش پروردگار عالم کی بارگاہ میں قبول ہو اور حضرت ولی عصرؑ کی عنایت کے

زیر سایہ محاذ حق کے اہداف اور آرزوں کی تکمیل میں موثر ہو۔

پہلا باب

انقلابی اقوام کے راستہ کے خدوخال

انقلابی اقوام کے راستہ کے خدو خال

انقلابی قوموں کے لئے اسلامی انقلاب کے عظیم قائد کی سفارشوں کا جائزہ لیتے وقت آپ کی معین کردہ اسلامی بیداری کی روش کی وضاحت کرنا ضروری ہے تاکہ اس مجموعی نقطہ نظر کے ذیل میں آپ کی پیش کردہ ہدایات و سفارشات اپنا حقیقی معنی و مفہوم پاسکیں۔

تحریک کی ضرورت

امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے گذشتہ برسوں اور مہملہ ۶۰ کی دہائی میں مختلف مواقع پر امت مسلمہ میں پیدا ہونے والی بیداری کی قدردانی کرتے ہوئے اس رجحان کو مبارک اور ضروری لیکن ناکافی شمار کیا ہے اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح اور سعادت و رشادت کو تحریک اور قیام کا مرہون منت قرار دیا ہے۔

فقط بیدار ہونا کافی نہیں ہے۔ بیداری کے بعد قوموں کو تحریک شروع

کرنی چاہیے اور یہ تحریک امید کی طالب ہے۔

”آج امریکا جیسی ظالم حکومت ہمارے اسلامی خطہ میں آسانی کے ساتھ شکست کھا سکتی ہے، اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان قومیں اپنے مستقبل کے سلسلہ میں پر امید ہوں اور امید کے ساتھ اقدام اور قیام کریں۔ خوش قسمتی سے قومیں بہت بیدار ہو گئی

ہیں لیکن فقط بیدار ہونا کافی نہیں ہے۔ بیداری کے بعد قوموں کو تحریک شروع کرنی چاہیے اور یہ تحریک امید کی طالب ہے۔^۱

تحریک کا راستہ

اقدام اور تحریک کا وہ راستہ جو ہر انقلاب کے مد نظر ہے، آپ کے ایک بیان میں واضح طور پر اسلام کی فرمانروائی کی جانب قدم بڑھانا، بتایا گیا ہے۔

یہ عالم اسلام کے علماء، مفکرین اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے۔ انہیں

ایسا کام کرنا چاہیے کہ یہ بیداری اسلام کی فرمانروائی پر جا کر ختم ہو

”خوش قسمتی سے آج عالم اسلام میں وسیع پیمانہ پر بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اس بیداری کی ہدایت صحیح سمت کی جانب کرنی چاہیے۔ یہ عالم اسلام کے علماء و مفکرین اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے۔ انہیں ایسا کام کرنا چاہیے کہ یہ بیداری اسلام کی فرمانروائی پر جا کر ختم ہو۔ البتہ یہ کام مشکل ہے۔ آپ نے اس کی مثال الجزائر میں دیکھی۔ الجزائر میں آزاد انتخابات ہوئے جس کے نتیجہ میں حکومت سے مکمل طور پر علیحدہ ایک گروہ کامیاب ہوا اور انتخابات (الیکشن) منعقد کرنے والا گروہ مغلوب ہو گیا۔ یہ خود اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ انتخابات صحیح تھے۔ اس کے باوجود اس انتخابات کو رد کر دیا گیا! البتہ وہ استدلال بھی بنا لیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ جمہوریت ہے جو آمریت کی جانب چلی جائے گی، جبکہ انہوں نے اپنے حلیف ممالک میں آمر حکومتوں کو مکمل طور پر قبول کر لیا ہے اور شاید وہ جانتے ہیں کہ اسلامی حکومت، آمرانہ نہیں ہے لیکن بہر حال کوئی نہ کوئی بہانہ بنانا چاہیے اور وہ

بہانہ یہ ہے! انہیں یہ احتمال ہے کہ یہی حالات دوسرے اسلامی ممالک میں بھی رونما ہوں اس لئے انتخابات میں اقوام متحدہ کی شرکت کی بات کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ یعنی امریکا یعنی ”ویٹو پاور“ رکھنے والی حکومتیں اور ان میں سرفہرست امریکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بعض ممالک میں انتخابات کے ذریعہ اسلام کی کامیابی کا احتمال ہو تو امریکا بظاہر قانونی راستہ نکال کر وہاں حاضر ہو اور اس کام میں رکاوٹ بن جائے! مسلمانوں کو ایسی سازش کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہونا چاہیے“^۱۔

آخری منزل

امت مسلمہ کے مقصد تحریک کے عنوان سے اسلام کی فرمانروائی کا مطلب صرف اسلامی ممالک میں اسلامی حکومتوں کی تشکیل نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا اصلی مقصد اسلامی امت واحدہ اور جدید اسلامی تمدن کی تشکیل ہونا چاہیے:

آخری مقصد دین، عقل، علم اور اخلاق کی بنیاد پر اسلامی امت واحدہ اور جدید اسلامی تمدن کی تشکیل ہونا چاہیے۔ فلسطین کو صہیونیوں کے سفاک ہاتھوں سے آزاد کرنا عظیم مقصد ہے

”آخری مقصد دین، عقل، علم اور اخلاق کی بنیاد پر اسلامی امت واحدہ اور جدید اسلامی تمدن کی تشکیل ہونا چاہیے۔ فلسطین کو صہیونیوں کے سفاک ہاتھوں سے آزاد کرنا بڑا مقصد ہے۔ بلقان، قفقاز اور مغربی ایشیاء نے ۸۰ سال بعد کمیونسٹ روس کے دام سے نجات پائی۔ پھر مظلوم فلسطین ستر سال بعد ظالم صہیونیوں کی قید سے نجات کیوں نہیں پاسکتا ہے؟“^۲

۱۔ ۱۹۹۲/۲/۳

۲۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

خطہ میں موجود رجحان بڑی آبادی والے اور دانشوروں کی ایک بڑی

تعداد رکھنے والے مستحکم اسلامی بلاک کی تشکیل کا رجحان ہے

ایک عظیم واقعہ رونما ہوا چاہتا ہے۔ اس واقعہ کے دو پہلو ہیں البتہ دونوں ممکن ہیں:

ایک پہلو کا امکان زیادہ ہے اور دوسرے پہلو کا امکان کم ہے یا حقیقت یہ ہے کہ خطہ

میں موجود رجحان بڑی آبادی والے اور دانشوروں کی ایک بڑی تعداد رکھنے والے

مستحکم اسلامی بلاک کی تشکیل کا رجحان ہے۔ اس کا احتمال قوی ہے یا پھر خدانخواستہ

دوبارہ استعمار کا تسلط ہونے والا ہے جو پچاس سال، ساٹھ سال یا سو سال کے لئے

قوموں کو پسماندگی میں مبتلا کر دے گا۔ یہاں تک کہ قومیں سمجھ جائیں گی اور ان کو

تجربہ ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ خیانت ہوئی ہے اور وہ پھر بیدار ہوں گی۔

آپ کی اصلی ذمہ داری عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے

آپ کی قومیں اسلام کی طرف بازگشت کی خواہاں ہیں البتہ اس کا ”مطلب ماضی کی طرف

پلٹنا“ نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے انقلابات حقیقی صورت میں باقی رہتے ہیں اور

سازشوں کا شکار نہیں ہوتے یا منقلب نہیں ہوتے تو پھر آپ کے سامنے سب سے اہم مرحلہ نظام

مملکت کی تشکیل، آئین کی تدوین اور ملک اور انقلاب کا انتظام سنبھالنا ہوگا۔ یہی درحقیقت عصر جدید

میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو کا اہم مسئلہ ہے۔^۲

۱۔ ۲۰۱۱/۸/۲۴

۲۔ ۲۰۱۲/۲/۲۳

تحریک کے مقدمات اور ضروریات

مسلمان قوموں کو اپنے درمیان ایسی تحریک برپا کرنے کے لئے معاشرے میں بعض مقدمات فراہم کرنا ہوں گے۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے گزشتہ تین دہائیوں میں ایرانی عوام کی اسلامی تحریک کی بقا کا حوالہ دیتے ہوئے یقینی طور پر ان مقدمات کو اسلامی تحریک کی تشکیل کا سبب جانا ہے۔

ایمان کا استحکام، انسانی عقل سے استفادہ، مختلف میدانوں میں جہاد اور انسانی و اسلامی عزت و کرامت کا احساس معاشرے کے اسلامی خطوط پر گامزن ہونے کا سبب بنتا ہے

”ہمیں اپنے دل اور عمل میں اپنے ایمان کو مستحکم بنانا چاہیے۔ انسانی عقل جو انسان کے لئے عظیم خدائی تحفہ ہے، سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حسب ضرورت عسکری مقابلہ میں یا دوسرے میدانوں (جیسے میدان سیاست، میدان اقتصاد وغیرہ) میں فی سبیل اللہ جہاد کرنا چاہیے اور اپنے لئے انسانی و اسلامی عزت و کرامت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اگر یہ (اقدار) کسی معاشرہ میں زندہ ہو جائیں تو یقیناً وہ معاشرہ اسلامی تحریک اور اسلام کے عظیم الشان پیغمبر کے راستہ پر گامزن نظر آئے گا۔ اسلامی پیغام اور امام عظیم الشان کی صدائے انقلاب کی برکت سے ہم ایرانی عوام اس کے ایک حصہ کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہم اس کے اثرات اور ثمرات کا مشاہدہ بھی کر رہے ہیں۔ آج عالم اسلام متوجہ ہو گیا ہے۔ شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں نظر آنے والے یہ اقدامات، اسی نور اسلام سے اکتساب فیض اور پیغمبر اسلام کی ہدایت سے استفادہ کا نتیجہ ہیں۔ اسی وجہ سے اس خطہ اور ان ممالک کا مستقبل

خدائی توفیق اور قوت و طاقت کے سبب تابناک ہے“^۱

رہبر انقلاب کے تمام بیانات اور تاکیدات کی جانب مراجعہ اس نکتہ کی وضاحت کرتا ہے کہ اقوام میں اسلامی تحریک کے مقدمات اور ضروریات میں سے جہاد اور استقامت کی اہمیت زیادہ ہے۔

آج عالم اسلام اپنے سامنے درخشاں افق کا مشاہدہ کر رہا ہے جس تک رسائی کے لئے سیاسی، فکری، علمی، اجتماعی اور اخلاقی میدانوں میں مسلمان عوام کا عظیم الشان جہاد ضروری ہے

”آج عالم اسلام اپنے سامنے درخشاں افق کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ آج بڑے دشمن عناصر اور سامراجی طاقتیں کہ جن کے ہاتھ میں پوری دنیا ہے، مسلمان عوام کے قیام اور مسلمان عوام کی بیداری کے سامنے کمزوری و ناتوانی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی بیداری اور تحریک کی برکت سے یہ خدائی وعدہ آہستہ آہستہ محقق ہو رہا ہے۔ مسلمان عوام کے سامنے ایک عظیم جہاد ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ یہ فوجی جہاد ہو، بلکہ یہ سیاسی جہاد ہے، علمی جہاد ہے، اجتماعی جہاد ہے، اخلاقی جہاد ہے، اور عظیم الشان امت مسلمہ تدریجی طور پر اس جہاد کے مختلف پہلوؤں سے رفتہ رفتہ آشنا ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ آج آپ انتہائی حساس خطہ یعنی مشرق وسطیٰ کے منظر نامہ پر نگاہ ڈالیں تو اسی اسلامی پیش رفت کو ملاحظہ کریں گے“^۲

آج عالم اسلام کی بیداری اور دشمنان اسلام کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اس راستہ کو جاری رکھنا چاہیے۔ یہی وہ راستہ ہے جو اس قوم کو اس کے حقیقی مقاصد تک پہنچا سکتا ہے۔ ان

۱۔ ۲۸/۱۱/۲۰۱۱

۲۔ ۲۰۰۸/۱۰/۲

مقاصد میں عزت، معنویت، قدرت، آسائش اور علمی عظمت شامل ہے۔ وہی چیزیں جو کسی بھی قوم کے لئے مطلوب و محبوب ہیں۔ اس انقلاب اور امام کے فرزندوں کا اپنایا ہوا صحیح راستہ ہمیں وہاں تک پہنچا دے گا لیکن اس کی شرط استقامت ہے۔ استقامت یعنی راستہ گم نہ کرنا، مادی رنگینیوں کا فریب نہ کھانا، ہوا و ہوس کا اسیر نہ بننا، اسلام کے اخلاقی فرائض و احکام اور معنویت و ادب کا دامن نہ چھوڑنا اور لذت پسندی اور عشرت طلبی کی جانب رخ نہ کرنا۔ یہ ہمارے کام کی بنیاد ہے۔^۱

امام خامنہ مدظلہ العالی اس مجموعی وضاحت کے علاوہ عوام کے سامنے ہدایات اور راہ حل کی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ ان کے لئے واضح اور معین طور پر راستہ سامنے آجائے۔

آپ کی جزئی ہدایات کو دو کلی و عمومی حصوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

نظریاتی ہدایات اور راہ حل ❁

عملی ہدایات اور راہ حل ❁

لہذا:

- ۱۔ مسلمانوں کی بیداری کے لئے ان کا ظالموں کے ظلم، امت مسلمہ کے مثبت پہلوؤں اور دشمن کی کمزوریوں سے واقف ہونا فقط ابتدائی قدم ہے لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے اقوام کو خود قدم آگے بڑھانا چاہیے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اس کے لازمی تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔
- ۲۔ اس تحریک کے لئے امید کی ضرورت ہے، وہ امید جو ایران کی امت مسلمہ کے عظیم انقلاب اور ان کی تیس سالہ استقامت کے زیر اثر امت مسلمہ کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔
- ۳۔ اس تحریک سمت و جہت اسلام کی فرمانروائی کی جانب ہونی چاہیے۔

- ۴۔ قائد انقلاب کے بیانات کی روشنی میں اس عظیم تحریک کے لئے دودرمیانی اور ایک آخری ہدف کو معین کیا جاسکتا ہے۔ تمام اسلامی سرزمینوں میں اسلام کی حکمرانی اور اسرائیل کی نابودی، دودرمیانی ہدف ہیں جبکہ امت واحدہ، مستحکم اسلامی بلاک اور جدید اسلامی تمدن کی تشکیل اس تحریک کا آخری مقصد ہوں گے۔ یہ نکتہ بھی واضح رہے کہ حریت پسند مسلمانوں کے ذریعہ اس راہ کی پیمائش، موعود انسانیت امام عصر (ع) کے عالمی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔
- ۵۔ اسلام کی فرمانروائی کی جانب قدم بڑھانا اور ”دین“، ”عقل“، ”علم“ اور ”اخلاق“ کی بنیاد پر اسلامی تمدن کی تشکیل نو کے لئے درج ذیل شرائط اور مقدمات کی ضرورت ہے:
- ”ایمان کا استحکام“، ”انسانی عقل سے استفادہ“، ”مختلف میدانوں میں جہاد“، ”انسانی اور اسلامی احساس عزت و کرامت کا استحکام“ اور ”ثبات قدم“۔
- ۶۔ اگر کوئی قوم ان شرائط کو عملی بنانے میں کامیاب ہو جائے تو وہ معاشرہ یقیناً اسلامی رجحان اور تحریک کی طرف قدم بڑھائے گا۔ اس حقیقت کا واضح نمونہ تین سے زیادہ دہائیوں میں ایرانی عوام کا اپنی مقدس تحریک کے مقاصد پر استوار رہنا ہے۔
- ۷۔ مذکورہ شرائط میں سے مختلف میدانوں میں جہاد اور اس طولانی سفر میں پائیداری کا کردار زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

دوسرا باب

اعتقادی و عرفانی ہدایات اور راہ حل

اعتمادی و عرفانی ہدایات اور راہ حل

الہیات اور اسلامی و انقلابی تعلیمات

رہبر معظم انقلاب اسلامی نے مسلمانوں کی بیداری کے متعلق اپنے بیانات میں اسلامی عقائد اور تعلیمات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل نکات بیان فرمائے ہیں:

”خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا مکمل یقین“، ”خدائی وعدوں پر ایمان“، ”قرآنی تعلیمات کا نجات بخش اور عظیم کردار“، ”اصول شریعت اور اصول کائنات کی ہم آہنگی اور الہی قوانین کا شریعت کے حقیقی پیروکاروں کی مدد کرنا“، ”اسلامی اقدار اور تعلیمات کا انقلابی اصولوں کو پرکھنے کے لئے معیار ہونا“ اور ”انقلابی رجحان کے ساتھ احساس بندگی اور فرض شناس نگاہ“ جس کا مطلب یہ ہے کہ خود کو ہمیشہ میدان جہاد میں سمجھا جائے۔

الہی امداد کے مکرر وعدوں پر یقین

”سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خدا پر توکل، قرآن میں الہی امداد کے مکرر وعدوں پر اعتماد اور ان سے حسن ظن اور عقل، عزم و ارادہ اور شجاعت کو استعمال کر کے ساری رکاوٹوں کو مغلوب کیا جاسکتا ہے اور کامیابی کے ساتھ ان سے آگے بڑھا جاسکتا ہے“۔^۱

خود کو ہمیشہ میدان میں سمجھئے: ”فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ“

”آپ نے جو کام کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ بہت عظیم اور تقدیر ساز ہے۔ لہذا اس کے لئے زیادہ زحمات برداشت کرنا ہوں گی۔

امیر المومنین علیؑ نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے:

”فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَقْصَمْ جَبَّارِي دَهْرٍ قَطُّ إِلَّا بَعْدَ تَمْهِيلٍ وَرَخَاءٍ وَلَمْ يَجْزُ عَظَمَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا بَعْدَ آزَلٍ وَبَلَاءٍ وَفِي دُونَ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ عَذَابٍ وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٍ“۔

پروردگار نے کسی دور کے ظالموں کی کمر اس وقت تک نہیں توڑی ہے جب تک انہیں مہلت اور ڈھیل نہیں دے دی ہے اور کسی قوم کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اس وقت تک جوڑا نہیں ہے جب تک اسے مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ اپنے لئے جن مصیبتوں کا تم نے سامنا کیا ہے اور جن حادثات سے تم گذر چکے ہو ان میں سامان عبرت موجود ہے۔

اہم ہدایت یہی ہے کہ آپ خود کو ہمیشہ میدان میں سمجھئے:

”فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ“

خدا کو ہمیشہ حاضر و ناظر اور اپنا مددگار سمجھئے: ”وَالِی رَبِّكَ فَارْغَبْ“

”خدا کو ہمیشہ حاضر اور اپنا مددگار سمجھئے:

”وَالِی رَبِّكَ فَارْغَبْ“

کامیابیاں ہمیں غرور اور غفلت سے دچا نہ کر دیں:

”إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ

أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا“

یہ مومن قوم کا حقیقی سہارا اور اس کی واقعی پشت پناہ ہے۔^۱

آج عالم اسلام کو قرآن کی جانب سے اقوام عالم کو دیئے ہوئے درس استقامت و قیام، حیات طیبہ اور اقوام کی اسلامی عزت کی ضرورت ہے ”آج عالم اسلام کو اسلامی تعلیمات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج عالم اسلام قرآن کی جانب سے اقوام عالم کو دیئے ہوئے درس استقامت و قیام، حیات طیبہ اور اقوام کی اسلامی عزت کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کے اسباق، حیات آفریں ہیں۔ ہمیں ان اسباق کی ضرورت ہے۔ اسلامی ممالک میں جس مقدار میں بھی قرآن کی بنیادی تعلیمات نے ضو پاشی کی ہے آپ وہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ عوامی رجحان، اسلام کی جانب ہے۔ ماضی میں ایسا نہیں تھا۔ ماضی میں اسلامی ممالک میں شروع ہونے والی اجتماعی تحریکوں کا رخ بائیں بازو کی افکار اور مارکسسٹ اور سوشلسٹ خیالات کی جانب ہوتا تھا لیکن آج جہاں کہیں بھی کوئی تحریک شروع ہوتی ہے اس کا رجحان اسلامی ہوتا ہے“^۲۔

قرآنی تعلیمات سے مشکلات حل ہو جاتی ہیں

”ہر معاشرہ کی مشکلات قرآن سے حل ہو جائیں گی۔ قرآنی تعلیمات سے، مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم انسانی زندگی کے بحرانوں کا حل فرزند آدم کے لئے تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ قرآن کا وعدہ ہے اور اسلامی دور نے اسے ثابت بھی کیا ہے۔ ہم قرآن سے جتنا نزدیک ہوں گے، ہمارے درمیان (خواہ ہماری روح میں، خواہ جسمانی اعمال میں، خواہ انفرادی طور پر، خواہ اجتماعی طور پر) قرآن پر جتنا

۱۔ ۲۰۱۱/۹/۷۱

۲۔ ۲۰۱۲/۶/۲۵

زیادہ عمل ہوگا اتنا ہی ہم سعادت و کامیابی اور مشکلوں اور بحرانوں کو حل کرنے سے نزدیک ہوتے جائیں گے۔

عزت قرآن کے زیر سایہ ہے، رفاہ قرآن کے زیر سایہ ہے، مادی و معنوی ترقی قرآن کے زیر سایہ ہے، اچھا اخلاق قرآن کے زیر سایہ ہے، دشمنوں پر غلبہ اور تسلط قرآن کے زیر سایہ ہے۔ اگر ہم مسلمانان حقیقتوں کو صحیح طرح سمجھ جائیں اور ان اہداف تک پہنچنے کی کوشش کریں تو یقیناً ہمیں بہت فائدہ ہوگا^۱۔

قوانین شریعت اور عالم خلقت و جہان طبیعت ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اگر آپ نے خدا کے بنائے ہوئے دینی اصولوں کے مطابق عمل کیا تو آپ کی زندگی اور آپ کا کردار عالم خلقت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو جائے گا اور قدرتی اصول اور فطری قوانین اس راستہ پر چلنے والے انسان کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

”وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“

تم کس چیز سے ڈرتے ہو؟ زمین و آسمان کی فوج خدا کی ہے۔

خدا کے ساتھ رہو تو یہ زمین و آسمان کی فوج تمہاری ہے، تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ الہی قانون ہے۔ ذرا آپ غور تو کیجئے کہ خداوند عالم نے ایک ساتھ دو چیزیں خلق فرمائی ہیں۔ ایک عالم خلقت کو اس کے تمام آئین و قوانین اور اصول و ضوابط کے ساتھ اور دوسرے قوانین شریعت کو، لوگوں کے واسطے دین کو اور ان کے لئے ہدایت کو۔ ان دونوں کو اس نے ایک ساتھ بنایا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اگر آپ نے الہی قوانین (یعنی خدا کے بنائے ہوئے دینی اصولوں) کے مطابق عمل کیا تو آپ کی زندگی اور آپ کا کردار عالم خلقت کے قوانین سے ہم

آہنگ ہو جائے گا، جیسے ہوا کے رخ پر چلنے والی کشتی کی مدد خود ہوا کرتی ہے اور وہ پانی کے بہاؤ میں ہو تو پانی اس کی مدد کرتا ہے۔ قوانین خلقت خود اس راستہ پر چلنے والے انسان کی مدد کرتے ہیں۔ البتہ اس کی شرط یہ ہے کہ آپ قدم آگے بڑھائیں۔ ایرانی عوام نے قدم بڑھائے، قوانین خلقت نے بھی ان کی مدد کی، خدا کے فطری قوانین نے ان کی مدد کی۔ ورنہ کون سوچ سکتا تھا کہ ایک ایسے ملک میں پرچم اسلام بلند ہوگا اور ایک ایسا معاشرہ امت مسلمہ کو اسلام کی جانب دعوت دے گا جو دنیا کے انتہائی حساس علاقہ یعنی مشرق وسطیٰ میں، عالمی استعمار سے انتہائی وابستہ حکومت یعنی شاہی اور پہلوی حکومت کے اندر زندگی گزار رہا ہے اور اس معاشرے کے بہت سے روشن خیال اور ممتاز افراد کے ذہن دسیوں سال سے مغربی تعلیمات، مغربی وسوسوں اور نفسانی خواہشات سے آلودہ ہو چکے ہیں۔ کون سوچ سکتا تھا کہ یہ کام ممکن ہے، لیکن یہ کام ہو گیا۔“^۱

اسلام کے بنیادی اقدار اور محکم تعلیمات، دائمی انقلابی اصولوں کا معیار ہیں

”دوسری سفارش، انقلاب کے اصولوں پر ہمیشہ نظر کرتے رہنا ہے۔ نعروں اور اصولوں کو پرکھا جانا چاہیے اور ان کو اسلام کی بنیادی اقدار اور محکم تعلیمات سے منطبق کر کے دیکھنا چاہیے۔ خود مختاری، آزادی، انصاف طلبی، استبداد اور سامراج کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنا، قومی، مذہبی اور نسلی تفریق کی نفی کر، صہیونیت کی واضح طور پر نفی کر، یہ اسلامی ممالک میں موجودہ تحریکوں کے ارکان ہیں اور یہ سب اسلام اور قرآن سے ماخوذ ہیں۔ آپ اپنے اصولوں کو کاغذ پر لکھ لیجئے۔ اپنی اصالت و حقیقت اور اپنے جوہر کو اوپر اٹھ کر سوچئے اور اس کا تحفظ کیجئے اور دشمن کو اجازت نہ دیجئے کہ وہ آپ کا مستقبل طے کرے نیز آپ اسلامی اصولوں کو اپنے عارضی مفادات کی خاطر قربان نہ ہونے دیجئے۔ انقلابوں میں انحراف، نعروں اور اہداف میں انحراف سے شروع ہوتا

ہے۔ امریکا نیٹو اور انگلینڈ، فرانس اور اٹلی جیسی ظالم حکومتوں پر (کہ جنہوں نے طویل عرصہ تک آپ کی سرزمین کو اپنے درمیان تقسیم کیا اور برباد کیا) بھروسہ نہ کیجئے۔ ان سے بدگمانی رکھیے اور ان کی مسکراہٹ پر یقین نہ کیجئے۔ ان مسکراہٹوں اور وعدوں کے پیچھے، سازش اور خیانت پوشیدہ ہے۔ اسلام کے فیاض سرچشمہ سے اپنا راہ حل نکالنے اور اجنبی نسنے و بے گانہ ہدیے غیروں بے گانوں کو واپس کر دیجئے،^۱۔

لہذا:

اسلامی تعلیمات کے تعلق سے انقلابی اقوام کے نام امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی بعض ہدایات و نکات یہ ہیں:

- ۱۔ خدا کے حاضر و ناظر ہونے پر پختہ یقین
- ۲۔ خدائی وعدوں پر ایمان
- ۳۔ قوانین شریعت اور قوانین خلقت کی ہم آہنگی پر توجہ اور خدائی اصولوں کی شریعت کے حقیقی پیروکاروں کی امداد
- ۴۔ قرآنی تعلیمات کا نجات بخش اور عظیم کردار
- ۵۔ انقلابوں کے اصول پر کھنے کے لئے اسلامی تعلیمات اور بنیادی اصولوں کی حیثیت
- ۶۔ فرض شناس نگاہ اور ہمیشہ خود کو میدان جہاد میں سمجھنا۔

تیسرا باب

اسلامی و انقلابی بصیرت

اسلامی و انقلابی بصیرت

انقلابوں کو منحرف کرنے میں استکبار کی دشمنی اور کوشش، موجودہ حالات کی پیچیدگی اور مسلمانوں کے درمیان موجود کمزوریاں، امت مسلمہ کی عظیم تحریک کے سامنے مشکلات اور رکاوٹیں کھڑی کر دیتی ہے جن کے لئے (تدبیر اور چارہ جوئی کرنی چاہیے) نظریاتی مرحلہ میں اس چارہ جوئی کا تعلق بصیرت سے ہے۔

بصیرت کی ضرورت

قوموں کو ہوشیار رہنا چاہیے، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دشمن کی دسیہ کاریاں اور حیلے متنوع اور پیچیدہ ہیں۔ ہمیں بصیرت کو اپنا معیار بنانا چاہیے

”سب کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ ہمیں بھی ہوشیار رہنا چاہیے اور قوموں کو بھی ہوشیار رہنا چاہیے، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دشمن کی دسیہ کاریاں اور حیلے متنوع اور پیچیدہ ہیں۔ ہمیں بصیرت کو اپنا معیار بنانا چاہیے۔ اقوام کو متوجہ رہنا چاہیے کہ امریکی، صہیونی اور ان کے آلہ کار عناصر انقلابوں کو منحرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن ممالک میں بیداری پیدا ہوگئی ہے، وہ ان پر توجہ دیتے ہیں، ان کو اپنا نشانہ بناتے ہیں۔ وہ ان اقوام کی تحریکوں کو منحرف کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ بحرین کی مظلوم عوام بھی مصر کی عوام کی طرح ہے، تونس کی عوام کی مانند ہے، یمن کی عوام کی طرح۔ وہاں بھی

یہی معاملہ ہے۔ ان کے درمیان تفریق نہیں ہو سکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج ہم ایسے افراد کو دیکھ رہے ہیں جو قوموں کے دل کی آواز پر توجہ دینے کے بجائے اس راستہ پر آگے بڑھ رہے ہیں جو ان کے دشمن کا راستہ ہے اور وہ کام کر رہے ہیں جو ان قوموں کے دشمن کرنا چاہ رہے ہیں۔“

بصیرت کے پہلو

تباہی و بدبختی اور ظلم و ستم یعنی سامراجی نظام کے علل و اسباب اور سرچشمہ کی

شناخت میں بصیرت

”انسانی معاشروں کو غور و فکر کرنے اور سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انسان کی تباہی کا سرچشمہ کیا ہے؟ اس بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے کہ ظلم و بربریت اس کا سبب ہے، تفریق اس کا سرچشمہ ہے، دنیا پر مسلط طاقتوں نے دوہری منطق اپنا رکھی ہے۔ کیا اس میں بھی کوئی شک ہے؟ آج پوری انسانیت پر ہونے والا اعلیٰ الاعلان ہونے والا ظلم و ستم سب کے مشاہدہ میں ہے۔ دفاعی ساز و سامان سے عاری اقوام پر مسلط طاقتوں کا قہر و ظلم سب کی نظروں کے سامنے ہے۔ آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔ ایک طاقت و حکومت ہزاروں کلومیٹر دور سے اٹھ کر ہمارے خطے میں آتی ہے اور ایسے ملک پر کہ جس کا ہاتھ خالی ہے اور اس کے پاس ساز و سامان نہیں ہے، زبردستی اپنا تسلط تھوپ دیتی ہے۔ یہ خوشی کے موقعوں کو غم کے موقعوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان کے ہیلی کاپٹر عوام کے سر پر ”موت“ برساتے ہیں، لوگوں کے گھر ویران کرتے ہیں اور کوئی ان سے کچھ کہہ نہیں سکتا ہے، (تعجب تو یہ ہے کہ) وہ معذرت بھی نہیں کرتے ہیں! یہ دنیا کی حالت ہے۔ یہاں تک کہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی ایسا ہی ہے۔ آج آپ دنیا کے معاشی حالات ملاحظہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کی بھی یہی حالت

ہے۔ آج یورپ کا ہم دُغم، عوام کی مشکلات حل کرنا نہیں ہے بلکہ بینکوں کے مالکوں، سرمایہ داروں اور صاحبان دولت و ثروت کی مشکلات کو حل کرنا ہے۔ آج ان کے پیش نظر یہ مسئلہ ہے۔ تسلط پسند طاقتوں کی نظروں میں عام افراد ہیں ہی نہیں۔ یہ حقائق دنیا میں ہیں لہذا انسانیت کو غور کرنا چاہیے کہ اس کا سرچشمہ کہاں ہے؟ اس کا سرچشمہ، سامراجی نظام ہے تسلط پسند اور تسلط پذیر طبقوں کا وجود ہے۔ جس طرح اگر تسلط پسند نہ ہوں تو سامراجی نظام ختم ہو جائے گا اسی طرح اگر تسلط پذیر افراد دشمن اور تسلط پسندوں کا تسلط قبول نہ کریں تب بھی یہ نظام ختم ہو جائے گا۔ ایسے موقع پر قوموں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ قوموں کے درمیان بھی ممتاز افراد کی ذمہ داری ہے، سیاسی ممتاز افراد، ثقافتی ممتاز افراد^۱۔

دنیا میں موجود اصلی صف بندی اور اس کے طرفین کا صحیح ادراک، دشمن اور اس کے گہرے بغض و کینہ کی پہچان، حق و باطل کی جنگ میں خود اسلام اور خاتم الانبیاء کی مرکزیت اور مسلمانوں کے خلاف مستکبرین کی باقی ساری باتوں کے باطل، فرعی اور جھوٹی ہونے کا شعور

”امریکا میں اس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں دشمنوں کے گنہگار ہاتھوں سے انجام پانے والے اس توہین آمیز واقعہ کے دو پہلو ہیں، دور رخ ہیں:

ایک تو طرف یہ پیغمبر رحمت، پیغمبر عزت، پیغمبر کرامت اور انسانی زندگی اور پوری کائنات میں سب سے عظیم ترین امتیازات اور بالاترین انسانی صفات کی حامل ذات سے دشمنوں، استکباری طاقتوں اور ان کے آلہ کار افراد کا انتہائی بغض و کینہ ظاہر کرنا یہ

بتاتا ہے کہ انہیں پیغمبر سے کتنی زیادہ دشمنی ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ باتیں کرتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے سیاستداں ایسے موقف اپناتے ہیں کہ جن کا دشمن کے موقف سے کوئی فرق نہیں ہے! ایک معاملہ کا ایک پہلو تو یہ ہے، البتہ یہ اسلامی دنیا کے لئے بہت مفید تھا۔ بہت دیر میں (دشمن کی فریب کاریوں پر) یقین کرنے والے افراد، گروہوں اور جماعتوں نے سمجھ لیا کہ آج اصلی صف بندی کس کے اور کس کے درمیان ہے حق اور باطل کے درمیان لڑائی کس محور پر ہے۔ معلوم ہو گیا کہ خود اسلام کے محور پر ہے، خاتم الانبیاء کے وجود مقدس پر ہے۔ یہ ایک واقعہ تھا جس کا دشمن نے ارتکاب کیا لیکن عالم اسلام کو اس سے فائدہ پہنچا کیونکہ اس نے دشمن کو پہچان لیا، دشمنی کا سبب بھی جان لیا اور حق و باطل کا محور بھی پہچان لیا۔ آج اصل جنگ یہ ہے، باقی وہ ساری باتیں جو عالم استکبار کے سربراہ اور وہ افراد امت مسلمہ کے خلاف کرتے ہیں، فرعی اور بہانہ ہیں۔ واضح ہو گیا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ یہ معاملہ کا ایک پہلو ہے“

اقدامات اور رجحانات میں غلطی کی تشخیص کا معیار دشمن کا ہمراہ ہونا یا نہ ہونا
 ”ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اپنے تجزیہ میں اور واقعات پہچاننے میں غلطی کا شکار نہ ہوں۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ امریکا اور صہیونیت امت مسلمہ کے اصلی دشمن ہیں۔ جابر حکومتوں کے سربراہ امت مسلمہ کے دشمن ہیں۔ اگر ہم انہیں کسی طرف دیکھیں تو سمجھ جائیں کہ وہ موقف باطل ہے، وہ راستہ غلط ہے۔ تجزیہ میں غلطی کا شکار نہ ہوں۔ ان کا دل امت مسلمہ کے لئے نہیں تڑپتا ہے۔ ان سے جتنا ہو سکے وہ تخریب کرتے ہیں اور مسلمانوں کے کام میں رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ آج وہ اختلافات پیدا کرتے ہیں اور غافل افراد بھی انہی کو دہراتے رہتے ہیں، مذہبی اختلافات قومی اختلافات،

نسلی اختلافات اور زبانی اختلافات۔ جبکہ اسلام میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کی نظر میں ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ“ میں سب ایک جیسے ہیں۔ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ہم سب کو بیدار رہنا چاہیے، بالبصیرت ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں، تجزیہ و تحلیل میں غلطی نہیں کرنی چاہیے۔“^۱

تاریخ سے عبرت اور سامراج کے ماضی سے سبق

”سامراجی اور نو سامراجی عہد کا تجربہ امت مسلمہ کے سامنے ہے۔ آج نو سامراج کے عہد میں ہمیں ان تجربوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور دوسری بار طولانی مدت کے لئے دشمن کو اپنی تقدیر پر مسلط نہیں کرنا چاہیے۔“^۲

اپنی صف کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے واقفیت، وہ حقیقت ہے کہ جسے دشمن پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے

”آج ایران میں اسلامی جمہوریہ کے قیام اور بہت سے اسلامی ممالک میں اسلامی بیداری کی تحریک کی شروعات کے بعد بہت سے شیریں اور تلخ حقائق سے پردے اٹھ گئے ہیں اور پورے عالم اسلام میں بہت سے افراد واقعات کا تجزیہ کر سکتے ہیں اور حقائق سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات قبول کرنی چاہیے کہ عالمی پیمانہ پر صہیونیوں، ان کے مغربی رفقاء اور سامراجی حکومتوں کے بظاہر مسلمان آلہ کار عناصر سے وابستہ ریڈیو، ٹی وی اور مطبوعات بہت سے حقائق کو برعکس کر دیتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ عالم اسلام کی مشکلات اور وسائل کی ایک فہرست فراہم کی جائے۔“^۳

۱۔ ۲۰۱۲/۵/۲۰

۲۔ ۲۰۰۶/۱/۹

۳۔ ۱۹۹۶/۴/۲۴

مسلم مجاز کے مثبت پہلو

ایک ارب کئی کروڑ کی ایسی مسلم آبادی ہے کہ جو پچاس سے زیادہ ممالک میں آباد ہیں اور ان میں کئی ہزار سالہ تمدن اور ممتاز علمی و سیاسی شخصیات موجود ہیں ”وسائل کی گفتگو میں مسلمانوں کی ایک ارب کئی کروڑ کی آبادی سے آغاز کرنا چاہیے کہ جن کے پاس پچاس سے زیادہ حکومتیں اور بحر اکاہل اور بحر اطلس کے درمیان وسیع سرزمین ہے۔ فہم و فراست میں مشہور اور کئی ہزار سالہ تمدن کی حامل ہے اس عظیم جمعیت اور اقوام میں ممتاز علمی و سیاسی شخصیات موجود ہیں“^۱۔

امت مسلمہ ایک ایسی غنی ثقافت کی مالک ہے جو وسیع تنوع کے باوجود تعجب خیز اتحاد سے بہرہ مند ہے۔ یہ اتحاد اس کے تمام اجزا اور پہلوؤں میں اسلام اور توحید کے رسوخ سے پیدا ہوا ہے

”یہ گروہ جس کا نام امت مسلمہ ہے، ایک ایسی غنی ثقافت، بڑے ذخائر اور غیر معمولی صلاحیت کی مالک ہے جو وسیع تنوع اور اختلاف کے باوجود تعجب خیز اتحاد اور ہم آہنگی سے بہرہ مند ہے جو اس کے تمام ارکان اور پہلوؤں میں اسلام اور خاص وحدانیت اور خالص توحید کے رسوخ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ سیاہ، سفید اور زرد نسلوں سے پر مشتمل اور دسیوں زبانوں میں گفتگو کرنے والی یہ بھائی چارہ کی حامل اور ہمدردی میں خود کو عظیم امت مسلمہ کا حصہ جانتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں۔ یہ روزانہ ایک مرکز کی جانب رخ کر کے، ایک زبان میں خدا سے راز و نیاز کرتی ہیں اور ایک آسمانی کتاب سے درس اور الہام لیتی ہیں۔ یہ آسمانی کتاب تمام حقائق کی وضاحت اور ان کی تمام

ضرورتوں اور ذمہ داریوں کے احکام پر مشتمل ہے۔ ”وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ“^۱۔

امت مسلمہ کا جغرافیائی علاقہ، قدرتی ذخائر کے لحاظ سے دنیا کی انتہائی غنی سرزمینوں میں سے ہے اور بالخصوص اس کے تیل کے ذخائر آج کی دنیا کے سارے مشینی تمدنوں کا سہارا ہیں

”امت مسلمہ کے جغرافیائی علاقہ کو قدرتی ذخائر کے لحاظ سے اگر دنیا کی سب سے زیادہ غنی سرزمین نہ کہا جائے تب بھی یہ دنیا کی انتہائی غنی سرزمینوں میں سے ہے اور بالخصوص اس کے تیل کے ذخائر آج کی دنیا کے سارے مشینی تمدنوں کا سہارا ہیں یعنی اگر یہ گروہ کچھ مہینوں کے لئے اپنے خریداروں کے لئے تیل کی فروخت بند کر دے تو دنیا کا بڑا حصہ منجملہ وہ ممالک کہ جن کی حکومتوں نے صدیوں سے امت مسلمہ کی تقدیر کو اپنی حرص و طمع اور ظلم و ستم کا بازیچہ بنا رکھا ہے وہ تاریکی، سردی اور بے چارگی میں غرق ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ امت مسلمہ کے وسائل کی فہرست سیکڑوں انسانی، ثقافتی، اقتصادی، سیاسی اور اجتماعی عناوین پر مشتمل ہے جن سے ہر شخص غور و فکر کر کے واقف ہو سکتا ہے“^۲۔

نبی اکرمؐ کی عظمت کے دفاع کے سلسلہ میں مسلمانوں کے عظیم اقدامات سے تحریک اور تبدیلی کے لئے عالم اسلام کی زبردست صلاحیت کا مظاہرہ ہوا

”امریکا میں اس (نبی کریم جیسی) عظیم شخصیت کی بارگاہ میں دشمنوں کے گنہگار ہاتھوں

۱۔ ۲۰/۴/۱۹۹۶

۲۔ ۲۰/۴/۱۹۹۶

سے انجام پانے والے اس توہین آمیز واقعہ کے دو پہلو ہیں، دور رخ ہیں:

ایک طرف تو یہ پیغمبر رحمت سے دشمنوں، استکباری طاقتوں اور ان کے آلہ کار افراد کا انتہائی بغض و کینہ ظاہر کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ انہیں آنحضرتؐ سے کتنی زیادہ دشمنی ہے۔ معاملہ کا دوسرا پہلو مسلمانوں کے عظیم اقدامات ہیں۔ آج آپ ملاحظہ کیجئے کہ عالم اسلام میں کیا ہو رہا ہے مسلمانان عالم کیسا جوش و خروش دکھا رہے ہیں۔ اکثر لوگوں نے وہ فلم نہیں دیکھی ہے، انہیں صرف خبر ملی ہے کہ ایسی توہین ہوئی ہے۔ آپ دیکھئے کہ دنیا میں کیسا ہیجان ہے۔ اسلامی ممالک اور امت اسلامیہ بغیر کسی کے تقاضے اور بغیر کسی کی ترغیب و تشویق کے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اپنے پورے وجود کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اپنے پیغمبرؐ سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتی ہے، یہ بہت اہم ہے۔ بہت عجیب منظر ہے۔ خود مغربی ممالک یورپ، امریکا اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں جہاں بڑے بت، استکباری قوتیں اور طاغوتی طاقتیں بیٹھی ہوئی اور مسلسل اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف منصوبہ بندی کر رہی ہیں، وہاں بھی مسلمان اور کبھی کبھی غیر مسلمان آگے آئے۔ یہ معاملہ کا دوسرا پہلو ہے۔ یہ بہت اہم واقعہ ہے۔ اس نے تحریک اور بیداری کے سلسلہ میں عالم اسلام کی لیاقت و ظرفیت ظاہر کر دی۔

مسلم محاذ کے منفی پہلو

فرقہ وارانہ حالات اور قومی اختلافات، مداخلت کرنے والی طاقتوں اور مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا، بعض حکومتوں کی عوام سے بے توجہی، عالم اسلام کی بہت سی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط طاقتوں سے مرعوب ہونا، اسلامی خطہ کے مرکز میں غاصب صہیونی حکومت کا وجود، دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج اور اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پیش کرنا عالم اسلام کی موجودہ مشکلات کا سرچشمہ ہیں

”ان مشکلات کی طویل فہرست ہے جن میں سے مندرجہ ذیل امور کو ابتدائی عنوانین کے طور پر شمار کیا جاسکتا ہے:

- ✽ فرقہ وارانہ اختلافات جن کی زیادہ تر علمائے سوء اور دشمنوں کے آلہ کار مصنفین کی جانب سے ترویج کی جاتی ہے اور انہیں بڑھاوا دیا جاتا ہے۔
- ✽ قومی انتہا پسندی و وطنی شدت پسندی سے پیدا ہونے والے قومی اور وطنی اختلافات جو زیادہ تر (دشمنوں سے) وابستہ روشن خیال افراد کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں۔
- ✽ مداخلت کرنے والی طاقتوں کے مقابلہ میں تسلیم ہونا جس نے بعض ممالک کو بڑی طاقتوں کا جوے کا کھیل بنا دیا ہے۔
- ✽ مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا یہاں تک کہ سیاسی یا عقیدتی جذباتوں کے تحت اس کی ترویج کرنا۔
- ✽ بعض حکومتوں کی اپنے عوام، ان کے ارادوں، عقیدوں اور ضرورتوں سے بے توجہی اور ان کے مقابلہ میں مطلق العنانی کا مظاہرہ کرنا۔
- ✽ عالم اسلام کی بہت سی سیاسی اور ثقافتی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط حکومتوں اور بطور واضح امریکہ سے مرعوب ہونا۔

✽ اسلامی خطہ کے مرکز میں صہیونی غاصب حکومت کا وجود جو خود دوسری بہت سی مشکلات کا سبب ہے۔

✽ دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج اور اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پھینکنا جو زندگی کے مسائل جیسے حکومت، سیاست اور اقتصاد وغیرہ سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔

یہ اور دسیوں بڑی اور بنیادی مشکلیں موجود ہیں لیکن اگر سیاسی اور دینی قائد اپنی جانب سے اخلاص، ہمت اور حریت کا مظاہرہ کرتے تو یہ تاریخی ہونے کے باوجود قابل علاج تھیں۔ یہ عالم اسلام کی موجودہ بہت سی مشکلات کا سبب ہیں۔ یہ مشکلیں اپنے ساتھ غربت، جہالت، تفریق سیاسی پستی اور پسماندگی، جنگ، تباہی و ویرانی، خرافات اور تعصب کو ساتھ لائی ہیں^۱۔

دشمن کی کمزوریوں سے واقفیت، وہ دوسری حقیقت ہے جسے دشمن پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہا ہے

✽ امریکا شکست کھا چکا ہے۔ امریکا افغانستان میں شکست کھا چکا ہے۔ افغانی عوام کے سامنے امریکا اپنی آبرو محفوظ نہیں رکھ سکا اور اپنے جھوٹے وعدے ثابت نہیں کر سکا۔ امریکا برسوں کی کوشش اور بے تحاشا مادی اور انفرادی نقصانات کے باوجود عراق سے نکلنے پر مجبور ہے افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہے، شکست قبول کرنے پر مجبور ہے۔ انہوں نے شمالی افریقہ میں شکست کھائی۔ یہ حسنی مبارک کو نہیں روک سکے، بن علی کو نہیں روک سکے۔ آج خود امریکا میں، خود مغربی ممالک میں، خود سرمایہ دارانہ نظام میں جسے یہ لبرل ڈموکریسی کا نام دیتے ہیں اور جس کا ”لبرل“ بھی جھوٹ ہے اور ”ڈموکریسی“ بھی جھوٹ ہے، یہ شکست کھا گئے ہیں۔ آج لوگ امریکا کے سارے صوبوں اور دنیا کے انھیں ممالک میں اس نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ظلم کے ذریعہ لوگوں کو دبا دیں

لیکن یہ آگ نہیں بجھے گی۔ یہ اپنا دفاع نہیں کر سکتے ہیں، ان کے ہاتھ خالی ہیں۔ دنیا ایک نئے دھارے پر چل پڑی ہے“^۱۔

لہذا:

- ۱۔ انقلابوں کو مخرف کرنے میں سامراج کی کوششیں اور دشمنیاں، موجودہ حالات کی پیچیدگیاں اور مسلمانوں کے درمیان موجود کمزوریاں امت مسلمہ کی عظیم بیداری کے راستہ میں مشکلات اور رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ نظریاتی مرحلہ میں ان مشکلات اور رکاوٹوں سے مقابلہ کا اسلحہ بصیرت ہے۔
- ۲۔ تباہی اور ظلم کے سبب یعنی سامراجی نظام کی شناخت میں بصیرت، مسلمانوں کی بیداری کا ایک پہلو اور اسلامی تحریک کے وجود اور بقا میں موثر سبب ہے۔
- ۳۔ تمام اقوام میں مذکورہ بالا آگاہی عالمی بیداری اور انصاف کے راستہ پر عالمی تحریک کا سبب بنے گی، یہ وہ سورج ہے جس کی کرنیں نظر آنا شروع ہو گئی ہیں۔
- ۴۔ دنیا میں موجود اصلی صف بندی اور اس کے طرفین کا صحیح ادراک، دشمن اور اس کے گہرے بغض و کینہ کی پہچان، حق و باطل کی جنگ میں خود اسلام اور خاتم الانبیاء کی مرکزیت اور مسلمانوں کے خلاف مستکبرین کی باقی ساری باتوں کے باطل، فرعی اور جھوٹی ہونے کا شعور، دشمن شناسی اور بصیرت کے چند پہلو ہیں۔
- ۵۔ انقلابی اقوام اور عالم اسلام میں موجود اقدامات اور رجحانات میں غلطی کی تشخیص کا معیار دشمن کا ہمراہ ہونا یا نہ ہونا ہے۔ اس معیار پر توجہ، بصیرت کا نمایاں مصداق ہے۔
- ۶۔ بصیرت کا ایک پہلو، تاریخ سے عبرت اور سابقہ ادوار کے استعمار سے سبق لینا ہے جو مسلمانوں کی تقدیر پر دشمن کے دوبارہ اور طولانی تسلط سے حفاظت کرے گا۔

۷۔ جن حقائق کو دشمن پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سے واقفیت امت مسلمہ کی بصیرت میں اضافہ کا سبب بنے گی، اپنے محاذ کی مثبت جہتوں اور منفی پہلوؤں سے آشنائی ہے۔

۸۔ مسلم محاذ کے کچھ مثبت پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

✽ ایک ارب کئی کروڑ کی آبادی

✽ پچاس سے زیادہ سرزمین (مسلم ممالک)

✽ مسلمانوں کے درمیان کئی ہزار سالہ تمدن کا وجود

✽ مسلمانوں کے درمیان ممتاز علمی اور سیاسی شخصیتوں کا وجود

✽ غنی تہذیب جو وسعت و تنوع کے ساتھ تعجب خیز اتحاد سے بہرہ مند ہے

✽ اس تہذیب کے تمام اجزاء اور پہلوؤں میں اسلام اور توحید کا رسوخ، جو خود مذکورہ اتحاد کا

سبب ہے

✽ نعمتوں سے سرشار جغرافیائی علاقہ جو قدرتی ذخائر کے لحاظ سے دنیا کی انتہائی غنی سرزمینوں

میں سے ہے

✽ تیل کے ذخائر جو موجودہ دنیا کے پورے مشینی تمدن کا سہارا ہیں

✽ تحریک اور تبدیلی کے لئے عالم اسلام کی زبردست صلاحیت جو ناموس رسالت سے دفاع

کے موقع پر مسلمانوں کے عظیم اقدامات سے ظاہر ہوئی

۹۔ مسلم محاذ کے کچھ منفی پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

✽ فرقہ وارانہ حالات اور قومی اختلافات

✽ مداخلت پسند طاقتوں اور مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا

✽ بعض حکومتوں کی عوام سے بے توجہی

✽ عالم اسلام کی بہت سی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط طاقتوں سے مرعوب ہونا

✽ اسلامی خطہ کے مرکز میں غاصب صہیونی حکومت کا وجود

✽ دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج

✽ اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پیش کرنا

۱۰۔ مذکورہ کمزوریاں اور عیوب عالم اسلام کی موجودہ بہت سی مشکلات کا سبب ہیں۔ یہ اپنے ساتھ غربت، جہالت، تفریق، سیاسی پستی اور پسماندگی، جنگ و جدال، تباہی و ویرانی، خرافات اور تعصب لائی ہیں

۱۱۔ بصیرت کا دوسرا پہلو دشمن کی کمزوریوں سے واقفیت ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے دشمن پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ استکبار اور استکباری سسٹم کے سربراہ یعنی امریکا کی عالمی سیاست میں اور خود اپنی سرزمین پر شکست پر توجہ دینے سے مسلمانوں کی تجزیہ و تحلیل کی صلاحیت بڑھے گی۔

چوتھا باب

اسلامی و انقلابی نظام سازی کے نظریاتی پہلو

اسلامی و انقلابی نظام سازی کے نظریاتی پہلو

اسلام، نظام سازی کی بنیاد

عالم اسلام کے دانشوروں کے لئے اسلام کی بنیاد پر نئے نظام اور حکمرانی کی تشکیل کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے

”آج خوش قسمتی سے عالم اسلام میں وسیع پیمانہ پر بیداری ہو چکی ہے۔ اس بیداری کو صحیح سمت میں ہدایت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کام کی ذمہ داری عالم اسلام کے علماء، مفکروں اور دانشوروں کے کندھوں پر ہے۔ انہیں وہ اقدامات انجام دینا چاہئیں جس سے یہ بیداری اسلام کی فرمانروائی پر ختم ہو“۔

جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کو نئے سیاسی نظام کی تدوین میں

اسلامی روح کے مکمل طور پر موجود ہونے کی کوشش کرنی چاہیے

”جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کی بیدار نگاہوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ سب سے بڑا خطرہ، ان ممالک کے نئے سیاسی نظام کی تدوین میں کفر و استکبار کے عناصر کی دخالت اور اثر اندازی ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ جدید نظام کی اسلامی روح

اور اس کا عوامی ہونا، مکمل طور پر محفوظ رہے۔ اس سلسلہ میں نمایاں کردار آئین و قانون کا ہے^۱۔

قدامت پرستی اور جاہلانہ تعصب سے پرہیز
نئے نظام کی تشکیل و تدوین میں اسلام کو بنیاد بنانے کے کچھ امکانات خطرے ہیں۔
درحقیقت قدامت پرستی اور انتہا پسندی اس راستہ کے رہزن ہیں:

اسلام پسندی کو قدامت پرستی اور جاہلانہ اور انتہا پسندانہ تعصب کی جگہ
نہیں دینی چاہیے۔ ان دونوں کے درمیان واضح حد فاصل ہونی چاہیے
”اسلام پسندی کو قدامت پرستی اور جاہلانہ اور انتہا پسندانہ تعصب کا مترادف نہیں سمجھنا
چاہیے۔ ان دونوں کے درمیان واضح حد فاصل ہونی چاہیے۔ عام طور پر اندھے تشدد
کے ہمراہ مذہبی انتہا پسندی پس ماندگی اور انقلاب کے عظیم اہداف سے دوری کا سبب
ہے۔ یہ خود لوگوں کے دور ہونے اور نتیجہ میں انقلاب کی شکست کا سبب ہے“^۲۔

عوام پر بھروسہ اور نظام سازی میں ان کا کردار
جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کو نئے سیاسی نظام کی تدوین میں اسلامی روح کے
مکمل طور پر موجود ہونے کی کوشش کرنی چاہیے

”جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کی بیدار نگاہوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ سب
سے بڑا خطرہ، ان ممالک کے نئے سیاسی نظام کی تدوین میں کفر و استکبار کے عناصر کی
دخالت اور اثر اندازی ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ جدید نظام کی اسلامی روح

^۱۔ ۲۰۱۱/۱۰/۳

^۲۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

اور اس کا عوامی ہونا، مکمل طور پر محفوظ رہے۔ اس سلسلہ میں آئین کا کردار ممتاز ہے“^۱۔

انقلاب لانے والی اقوام کا ایک اہم مطالبہ ملک کے انتظام و انصرام میں عوام اور ان کے ووٹوں کا بنیادی کردار ہے یعنی حکمران ان کے ووٹوں سے منتخب ہوں

”انقلاب لانے والی اقوام کا ایک اہم مطالبہ ملک کے انتظام و انصرام میں عوام اور ان کے ووٹوں کا بنیادی کردار ہے۔ چونکہ وہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے ان کے مدنظر ”اسلامی عوامی نظام“ ہے یعنی حکمران عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں اور معاشرے پر حاکم اقدار و اصول، اسلامی شریعت اور اسلامی نظریہ پر مبنی ہوں۔ یہ کام مختلف ممالک کے جداگانہ حالات کے تقاضوں کے مطابق مختلف طریقوں اور شکلوں میں انجام پاسکتا ہے“^۲۔

لبرل ڈموکریسی اور سرمایہ داری سے پرہیز

کامل حساسیت پوری توجہ کے ساتھ محتاط رہنا چاہیے کہ ”اسلامی عوامی نظام“ کو مغربی لبرل ڈموکریسی کا مترادف نہ سمجھ لیا جائے

”لہذا مقصود نظر... ”اسلامی عوامی نظام“ ہے یعنی حکمران عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں اور معاشرے پر حاکم اقدار و اصول، اسلامی شریعت اور اسلامی نظریہ پر مبنی ہوں۔ یہ کام مختلف ممالک کے جداگانہ حالات کے تقاضوں کے مطابق مختلف طریقوں اور شکلوں میں انجام پاسکتا ہے لیکن پوری توجہ کے ساتھ محتاط رہنا چاہیے کہ

۱۔ ۲۰۱۱/۱۰/۳

۲۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

”اسلامی عوامی نظام“ کو مغربی لبرل ڈموکریسی کا مترادف نہ سمجھ لیا جائے۔ مغرب کی بے دین اور کبھی کبھی دین مخالف جمہوریت کا نظام مملکت میں اسلامی اصولوں اور اقتدار کی پاسدار اسلامی جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں ہے“^۱۔

سرمایہ کا سارے ملکی فیصلوں کا مرکز و محور بننا وہ بلا و مشکل ہے جو مغربی بلاک کے سرپر آئی اور اس سے پرہیز کرنا چاہیے

”دنیا میں موجود سرمایہ دارانہ نظام درحقیقت سرمایہ کی حکمرانی کا نظام ہے۔ خود سرمایہ کا ہونا اور ملک کی ترقی کی خاطر سرمایہ کو کام میں لگانا برا نہیں ہے، بلکہ یہ اچھا کام ہے۔ کسی بھی طرح مذموم نہیں ہے۔ مذموم کام یہ ہے کہ سرمایہ اور سرمایہ کسی ملک اور معاشرہ کے سارے فیصلوں کا محور و مرکز ہو، وہ ہر چیز کو اپنی جانب کھینچ لے۔ یہی وہ مشکل ہے جو سرمایہ دار بلاک اور مغربی بلاک کے سرپر آئی ہے جس کے نتائج آج وہ بھگت رہے ہیں۔ آج یورپ میں ہونے والے واقعات اور عوام کے لئے پریشان کن سنگین اقتصادی دباؤ خود سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہے۔ یہ وہی جو کھسکتا خون چوسنے والا سرمایہ دارانہ نظام ہے، یہ قابل مذمت سرمایہ داری ہے“^۲۔

آج سرمایہ دارانہ نظام کے سامنے کامل طور پر راستہ بند ہے اور اس کے طور طریقے کی پیروی کا غلط ہونا بالکل واضح ہو چکا ہے

”ہم کو سرمایہ دارانہ نظام کی روش اختیار کرنے، اس کے طور طریقے سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کا مشورہ دینے والوں کو ان حقائق کا جائزہ لینا چاہیے، انہیں دیکھنا چاہیے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی حقیقت کیا ہے؟ مکمل طور پر اس کے سامنے راستہ بند ہے۔ آج

^۱۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

^۲۔ ۲۰۱۲/۸/۷

سرمایہ دارانہ نظام مکمل طور پر تعطل کا شکار اور بے دست و پا ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس تعطل کے نتائج برسوں بعد سامنے آئیں لیکن مغربی ممالک کا بحران پوری طرح سے شروع ہو چکا ہے‘^۱۔

جدید نظام کے مفاہیم کے لئے اصطلاحات والفاظ بنانے کی ضرورت اسلامی حکمرانی کی اس تحریک کے افکار اور اصولوں کی بنیاد پر اصطلاحات والفاظ وضع کئے جائیں

”ہر عمومی تحریک کے لئے ضروری ہے کہ اس تحریک کے بنیادی اصول و افکار کے لحاظ سے اصطلاحات وضع کی جائیں۔ جب اسلامی حکومت، اسلامی نظام اور اسلامی بیداری جیسے نئے افکار سامنے آتے ہیں تو یہ معاشرے کے سامنے نئے مفاہیم پیش کرتے ہیں، اس لئے اس تحریک کے پاس اپنے الفاظ ہونا چاہئیں۔ اگر یہ غیروں کے الفاظ و اصطلاحات اُدھار لے گی تو ماحول خراب ہو جائے گا۔ باتیں ادھوری رہ جائیں گی“^۲۔

لہذا:

- ۱۔ عالم اسلام کے دانشوروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کی بنیاد پر اسلامی حکمرانی کی تشکیل اور نظام سازی کا کام انجام دیں۔
- ۲۔ اسلام پسندی کو قدامت پرستی اور جاہلانہ اور انتہا پسند تعصب کا مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ ان دونوں کے درمیان واضح حد فاصل ہونی چاہیے۔

^۱۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۲

^۲۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۳

- ۳۔ جدید نظام اور حکمرانی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی ہونے کے ساتھ عوامی بھی ہو اور ان کی عظیم طاقت سے استفادہ کرتے ہوئے معاملات کو ان کی مدد سے انجام دے۔
- ۴۔ نظام کی عوامی ماہیت کی بنیاد دین ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہے جیسا کہ انقلابی اقوام کا ایک اہم تقاضا بھی ملک کے انتظام میں عوام کا نمایاں کردار ہے۔
- ۵۔ پوری توجہ کے ساتھ محتاط رہنا چاہیے کہ ”اسلامی عوامی نظام“ کو مغربی لبرل ڈموکریسی کا مترادف نہ سمجھ لیا جائے۔ مغرب کی بے دین اور کبھی کبھی دین مخالف جمہوریت کا نظام مملکت میں اسلامی اصولوں اور اقدار کی پاسداری اسلامی جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
- ۶۔ سرمایہ ہونا اور اسے ملک کی ترقی کے لئے استعمال کرنا ممدوح ہے لیکن سرمایہ کا سارے ملکی فیصلوں کا مرکز و محور بننا ایسی مشکل ہے جو مغربی بلاک کے سر پر آئی ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- ۷۔ آج سرمایہ دارانہ نظام مکمل طور پر بے دست و پا ہو چکا ہے اور اس کی راہ و روش کی پیروی کا غلط ہونا پہلے سے زیادہ واضح ہو چکا ہے۔
- ۸۔ اس تحریک کو اپنے ضروری الفاظ و اصطلاحات خود وضع کرنے چاہئیں۔ اگر یہ غیروں کے الفاظ اُدھار لے گی تو ماحول مکدّر ہو جائے گا۔ باتیں ادھوری رہ جائیں گی۔

پانچواں باب

اسلامی و انقلابی اخلاق و کردار

اسلامی و انقلابی اخلاق و کردار

اسلامی و انقلابی اخلاق و کردار کے سلسلہ میں انقلابی افراد کے لئے امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی ایک اہم سفارش تقویٰ کی عملی رعایت ہے۔ معظم لہ قرآنی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

قرآن کے دستور العمل میں تقویٰ پہلی سفارش ہے، اس کے بعد کافروں اور منافقوں کی فرمانبرداری سے بغاوت اور وحی خداوندی کی فرمانبرداری ”منظر نامہ اسی طرح رواں دواں، سمت و سودینے اور اختتام تک پہنچانے کا محتاج ہے۔ آغاز گفتگو میں تلاوت کی گئی آیات ہمیشہ کے لئے بالخصوص اس نازک اور تقدیر ساز عہد کے لئے مکمل اور کارساز دستور العمل ہیں۔ ان کا خطاب پیغمبر اکرمؐ سے ہے لیکن درحقیقت ہم سب اس کے مخاطب اور مکلف ہیں۔ ان آیات میں تقوا اپنے عظیم معنی اور وسعت کے ساتھ پہلی سفارش ہے، اس کے بعد کافروں اور منافقوں کی فرمانبرداری سے بغاوت اور وحی خداوندی کی فرمانبرداری اور آخر میں خدا پر توکل اور اعتماد کا تذکرہ ہے“^۱۔

وحی خداوندی کی پیروی (کہ جس کا گذشتہ بند میں اشارہ کیا گیا ہے) کے لئے بعض مقدمات کی ضرورت ہے اور عملی میدان میں ان کی پابندی اور ان کے مطابق عمل انجام دینے کے لئے صرف وحی کی تعلیمات سے آگاہی اور عقلی طور پر ان پر ایمان کافی نہیں ہے۔

امام خامنہ ای مدظلہ العالی اپنی ایک سفارش میں فرماتے ہیں:

اگر ہمارے دل عاقلانہ پہلو سے آگے بڑھ کر جذباتی پہلو سے بھی عشق و محبت کے ذریعہ قرآن سے نزدیک ہو جائیں تو اسلامی معاشرے کے سامنے آنے والی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی

”یقیناً قرآن اور تلاوت قرآن کے لئے تشکیل ہونے والی ان نشستیں جن میں قرآن کے عندلیب (قاری) نغمہ سرائی کرتے ہیں، قرآن سے ہماری محبت، عشق اور ایمان کو گہرا کرنے میں کافی اثر رکھتی ہیں اور سب کچھ اسی (ایمان و محبت) کا مرہون منت ہے۔ اگر کسی قوم نے حقیقت پر ایمان کو، قرآن اور اسلامی تعلیمات پر ایمان کو محبت کے ہمراہ کر لیا تو محبت کے پھولوں کا سحر انگیز رنگ و بو انسانی زندگی میں گہرے عقائد کی آبیاری کر سکتا ہے۔ اگر یہ عقائد، یہ عقلی وابستگی محبت اور جذبات کے ہمراہ ہو جائے تو اس وقت ہمیں میدان زندگی میں قرآنی عمل دکھائی دے گا۔ توفیقات میں اضافہ ہوگا اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں۔ اگر یہ قرآنی محفلیں ہمارے دلوں کو عقلی پہلو سے آگے لے جا کر جذباتی پہلو سے بھی عشق و محبت کے ذریعہ قرآن سے نزدیک کر دے تو اسلامی معاشرے کے سامنے آنے والی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے“^۱۔

لیکن امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں تقویٰ پہلی قرآنی سفارش کے عنوان سے خاص اور اپنے رائج مفہوم سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں قیام کرنے والی قوموں کے لئے تقویٰ کا عظیم مصداق یہ ہے کہ وہ اپنے مبارک اقدامات کو متوقف نہ کریں
 ”اس زمانہ میں قیام کرنے والی قوموں کے لئے تقویٰ کا عظیم مصداق یہ ہے کہ وہ اپنے مبارک اقدامات کو متوقف نہ کریں اور خود کو اس دور کی حصولیابیوں میں سرگرم نہ کریں۔ یہ ہے تقویٰ کا وہ اہم پہلو جس کے حامل افراد کو ”نیک انجام“ عنایت کیا گیا ہے“^۱۔

امام خامنہ ای مدظلہ العالی اسلامی و انقلابی کردار کے سلسلہ میں مسلمانوں کے پیغمبر اعظمؐ سے رابطہ کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں:

پیغمبر اکرمؐ کی ذات مقدس سے محبت اور عشق اور ان کے حکم پر قائم رہنا اصل و اساس ہے

”پیغمبر اکرمؐ کا مقام و مرتبہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم اپنی قاصر اور ناقص زبان اور اپنی محدود فہم کے ذریعہ سمجھ سکیں۔ ہم صرف ان سے عشق کرتے ہیں، ہم صرف اخلاص اور خاکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتے ہیں۔ پیغمبرؐ وہ ہیں جن کے بارے میں خداوند متعال فرماتا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“

پروردگار عالم کی ذات مقدس ان پر درود بھیجتی ہے۔

خدائے متعال کے فرشتے ان پر صلوات بھیجتے ہیں۔ ہم کون ہیں جو ان کے مرتبہ کو سمجھ سکیں اور پہچان سکیں۔ لیکن ہم ان سے محبت کرتے ہیں، ان سے عشق کرتے ہیں، ان کے حکم پر قائم رہتے ہیں۔ اسے ہمارے لئے ایک اصول کی مانند باقی رہنا چاہیے۔ ہمیں پیغمبر کے حکم پر قائم رہنا چاہیے اور وہ حکم توحید ہے، اسلام ہے، قرآن ہے،^۱۔

اسلامی تحریک اور بیداری مسلمین کے اس رجحان میں قائد محترم جس دوسری چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ، مذہبی و دینی مناسبتوں اور خاص دنوں کو غنیمت سمجھنا ہے:

امت مسلمہ ماہ رمضان اور عید فطر کو عزت کا وسیلہ اور معنوی و مادی ترقی

کا زینہ اور دنیا و آخرت کی عزت کا ذریعہ بنا سکتی ہے

”اہم یہ ہے کہ ہمیں ان موقعوں کی اہمیت جانتی چاہیے۔ خداوند عالم نے عید سعید فطر کو امت مسلمہ اور پیغمبر عظیم الشانؐ کے لئے عزت، شرف اور کرامت کا ذریعہ بنایا ہے ”وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذُخْرًا وَشَرَفًا وَكَرَامَةً وَمَزِيدًا“ یہ امت مسلمہ اور پیغمبر عظیم الشانؐ کے عزت و شرف میں اضافہ کا سبب ہے۔ یہ اس پر منحصر ہے کہ ہم مسلمان، ان مواقع اور ان مناسبات میں کیا کرتے ہیں۔ امت مسلمہ ماہ رمضان اور عید فطر کو عزت کا وسیلہ اور معنوی و مادی ترقی اور دنیا و آخرت کی عزت کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔ ہمیں ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے“^۲۔

۱۔ ۲۰۱۲/۹/۲۵

۲۔ ۲۰۱۲/۸/۲۰

صحیح طریقہ سے راستہ طے کرنے اور صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہونے کے لئے دل میں یاد خدا کی آبیاری کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں حج ایک بہترین موقع ہے

”حج اگرچہ ایک سیاسی واجب ہے، ایک اجتماعی واجب ہے، مظہر اتحاد ہے، اجتماعِ مسلمین کا مظہر ہے، اظہارِ برائت کے لئے ہے۔ ان سب امور میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن یہ احساسات سے لبریز معنوی (عبادتوں کا) مجموعہ بھی ہے۔ اسے نہیں بھولنا چاہیے۔ مناسکِ حج کی شروعات سے لے کر جیسے ہی آپ میقات میں عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں، حج کے آخری فرائض تک، خدا کی یاد موجزن رہتی ہے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔ خدا کی یاد ہمیں پاکیزہ بناتی ہے، ہماری تطہیر کرتی ہے، ہمارے دلوں سے زنگ دور کرتی ہے، ہم سے غفلتوں کو دور کرتی ہے، ہمارے اندر دنیا سے عشق اور مادی رنگینیوں، پیسہ، منصب اور جنسی وغیرہ جنسی شہوتوں سے وابستگی کو کمزور کرتی ہے۔ ہمیں آج اور ہمیشہ اس کی ضرورت ہے۔ انسان صحیح طریقہ سے راستہ طے کرنے اور صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہونے کے لئے دل میں یاد خدا کی آبیاری کرنے کا محتاج ہے۔ اس سلسلہ میں حج، ایک بہترین موقع ہے، بعض لحاظ سے تو بے مثال ہے۔ میں گزارش کرتا ہے کہ آپ اعمال، فرائض اور مناسک کو انجام دیتے وقت، ابتدا میں لبیک کہتے وقت متوجہ رہیے کہ آپ کیا کر رہے ہیں، کس سے گفتگو کر رہے ہیں۔ طواف، سعی، میقات، مقامات وقوف اور حج کے ہر عمل میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کس سے محو گفتگو ہیں۔ ہم اس یاد، اس ذکر اور اس خضوع و خشوع کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے پاس سے دور نہ کریں۔ یہ ایک بہت اہم کام ہے۔“^۱

انقلابی اخلاق و کردار کے سلسلہ میں ایثار، فرض شناسی اور بروقت اقدام، افراد امت کے حیات آفریں امتیازات اور نجات بخش خصوصیات کا حصہ ہے:

جذبہ ایثار، جذبہ قربانی، فریضہ کی ادائیگی کے وقت کی پہچان اور کام کو بروقت اور بموقع انجام دینا کسی بھی قوم کے لئے نجات بخش ہے

”شہداء کے باعظمت اہل خانہ، جانبازوں اور ایثارگر مجاہدین سے ملاقاتوں میں ان محترم خاندانوں کی تعظیم، احترام اور شکریہ و قدر دانی کے بعد سب سے پہلے اس حقیر کی توجہ جس چیز پر ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ہماری عزیز قوم متوجہ رہے کہ جذبہ ایثار ملک کے لئے نجات بخش ہے، کسی بھی قوم کے لئے نجات بخش ہے۔ جذبہ ایثار، جذبہ قربانی، فریضہ کی ادائیگی کے وقت کی پہچان اور کام کو بروقت اور بموقع انجام دینا، کسی بھی قوم کے لئے نجات بخش ہے۔“

لہذا:

۱۔ خطہ کا منظر نامہ ابھی رواں دواں ہے اور اسے سمت و سودینے کی ضرورت ہے۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی اخلاق و کردار کے سلسلہ میں قرآن کی بعض سفارشوں کو انقلابیوں کی توفیق اور کامیابی کا لازمہ جانتے ہیں۔ منجملہ تقویٰ، کافروں اور منافقوں کی فرمانبرداری سے بغاوت اور وحی خداندی کی اطاعت ہے۔

۲۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں تقویٰ پہلی قرآنی سفارش کے عنوان سے خاص اور اپنے رائج مفہوم سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے اور اس زمانہ میں قیام کرنے والی قوموں کے

- لئے تقویٰ کا عظیم مصداق یہ ہے کہ وہ اپنے مبارک اقدامات کو متوقف نہ کریں۔
- ۳۔ اگر ہمارے دل عاقلانہ پہلو سے آگے بڑھ کر جذباتی پہلو سے بھی عشق و محبت کے ذریعہ قرآن سے نزدیک ہو جائیں تو اسلامی معاشرے کے سامنے آنے والی رکاوٹیں، دور ہو جائیں گی۔
- ۴۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی اسلامی و انقلابی کردار کے سلسلہ میں اپنی دوسری سفارش میں پیغمبر اکرمؐ کی ذات مقدس سے عشق و محبت اور ان کے حکم پر قائم رہنے کو اصل و اساس دین کے طور پر پیش کرتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی و دینی مناسبتوں اور ایام کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور ان سے اسلامی اہداف تک پہنچنے کے لئے استفادہ کرنا چاہیے۔ امت مسلمہ ماہ رمضان اور عید فطر کو عزت کا وسیلہ اور معنوی و مادی ترقی کا زینہ اور دنیا و آخرت کی عزت کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔
- ۶۔ صحیح طریقہ سے راستہ طے کرنے اور صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہونے کے لئے دل میں یاد خدا کی آبیاری کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں حج، ایک بہترین موقع ہے۔
- ۷۔ انقلابی اخلاق و کردار کے سلسلہ میں ایثار، فرض شناسی اور بروقت اقدام، افراد امت میں حیات آفریں امتیازات اور نجات بخش خصوصیات کا حصہ ہے۔

چھٹا باب

اسلامی و انقلابی روابط

اسلامی و انقلابی روابط

اسلامی و انقلابی روابط کے تعلق سے امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات امت کے اندرونی روابط اور بیرونی اور عالمی روابط کے بارے میں سفارش پر مشتمل ہیں۔ ابتدا میں ہم اندرونی روابط کے سلسلہ میں ان کی ہدایات کو ملاحظہ کریں گے۔ یہ ہدایات ”اتحاد کا تحفظ اور رفع اختلافات“ اور ”افراد امت کے درمیان فعال روابط“ کے دو محور میں بیان کئے گئے ہیں۔

اتحاد کا تحفظ اور رفع اختلافات

موجودہ نازک حالات انقلابی اقدامات کی کامیابی کے لئے اتحاد کے تحفظ اور اختلافات سے پرہیز کے متقاضی ہیں:

”اسلامی ممالک کی سربراہ آوردہ و ممتاز شخصیتوں کو بیدار رہنا چاہیے۔ انہیں خود کو بے جا اور غیر ضروری بحثوں میں نہیں الجھانا چاہیے۔ وہ مذہبی اختلافات، طرز عمل اور سلیقہ کے اختلافات اور فرعی گفتگو کو اپنے درمیان نہ لائیں۔ اس وقت خطہ میں جو کچھ رونما ہو رہا ہے اس کی عظمت و اہمیت ان باتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ہم ایرانی عوام بھی امت مسلمہ کے آگے بڑھنے اور اپنی آزادی اور کرامت حاصل کرنے سے مسرور اور خوش ہیں۔ ایران میں اس انقلاب کے آغاز اور کامیابی کے وقت سے ہی خطہ کے مسائل، خطہ کی تحریکوں اور قیام کے سلسلہ میں انقلاب کا موقف واضح رہا ہے۔ جہاں

کہیں بھی استکبار، صہیونیت اور فلسطین میں غاصب صہیونی حکومت کے خلاف تحریک اور اقدامات ہیں، ہم ان کی تائید اور حمایت کرتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی امریکا کے خلاف اقدامات ہیں، اس عالمی آمریت کے خلاف اقدامات ہیں کیوں کہ آج امریکہ نے عالمی آمریت کی تشکیل کی ہے۔ جہاں کہیں بھی اندرونی آمریت کے خلاف تحریک ہے، اقوام کے حقوق حاصل کرنے کے لئے اقدامات ہیں ہم ان سب کے موافق ہیں“^۱۔

امت مسلمہ میں اتحاد کے تحفظ کے لئے سب سے اہم اقدام شیعہ سنی اختلافات کو ہوا نہ دینا ہے:

مسائل کو شیعہ سنی کارنگ نہ دیجئے! کیوں کہ یہ امریکا کی سب سے بڑی

خدمت ہے

”افسوس بعض افراد جن کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ وہ نیت بری نہیں ہے، وہ بھی اس دام میں گرفتار ہو گئے۔ اگر اس معاملہ میں خیر خواہ افراد ہیں تو میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ مسائل کو شیعہ سنی کارنگ نہ دیں! یہ امریکا کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ یہ امت مسلمہ کے دشمنوں کی سب سے بڑی خدمت ہے کہ کسی قوم کے استکبار مخالف اقدامات کو شیعہ سنی لڑائی کا نام دے دیا جائے۔ یہ شیعہ سنی کی لڑائی نہیں ہے“^۲۔

امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے افراد قوم اور امت مسلمہ کے درمیان اتحاد کی حفاظت کے لئے کچھ راہ حل پیش کئے ہیں۔ آپ سفارش کرتے ہیں کہ قومی سطح پر زیادہ سے زیادہ اتحاد کے لئے، دو چیزوں یعنی دین کو اور دشمن کے گماشتوں سے ملک کی نجات کو اتحاد کا محور بننا چاہیے:

۱۔ ۲۰۱۱/۶/۳۰

۲۔ ۲۰۱۱/۳/۲۱

بڑی طاقتوں اور ان کے گماشتہ حکمرانوں اور زرخیز زمینداروں سے مقابلہ کے لئے قوموں کا سب سے اہم ہتھیار دشمن کے آلہ کار عناصر سے ملک کی نجات اور دین کے محور پر اپنے اتحاد و یکجہتی کا تحفظ ہے

بڑی طاقتوں اور ان کے گماشتہ حکمرانوں سے مقابلہ کے لئے قوموں کا سب سے اہم ہتھیار اتحاد و یکجہتی ہے۔ آپ کا دشمن مختلف حیلوں سے آپ کا اتحاد ختم کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اختلافی باتوں کو سامنے لانا، انحرافی نعرے بلند کرنا اور خائن صدر کے جانشین کے طور پر غیر قابل اعتماد اور خراب کیرکٹر کے افراد کا نام پیش کرنا، یہ سب اختلاف پھیلانے کے لئے ہے۔ دشمن کے آلہ کار عناصر سے ملک کی نجات اور دین کے محور پر اپنے اتحاد کا تحفظ کیجئے:

”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“^۱

دوسری جانب امت مسلمہ کی سطح پر اتحاد کے تحفظ کے لئے مشترکہ نکات پر توجہ، امت کے غیظ و غضب کا رخ دشمنان اسلام کی جانب موڑنا اور (متفاوت نظریات و اعمال کے) تنوع کو تسلیم کرنا اور ان کو صحیح سمت و جہت دینا، رہبر انقلاب کی سفارشات کا حصہ ہیں:

پیغمبر اکرمؐ کا وجود مبارک مسلمانوں کا نقطہ اتفاق ہے یعنی وہ جگہ جہاں سنی شیعہ اور دوسرے فرقوں کا کوئی معنی و مفہوم نہیں رہ جاتا ہے۔ اسے غنیمت سمجھنا چاہیے

”ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ پیغمبرؐ کا وجود مبارک مسلمانوں کا نقطہ اتفاق ہے یعنی وہ جگہ جہاں تمام مسلمان، مختلف فرقے، مختلف مسالک اور مختلف مذاہب و عقائد کے ماننے والے ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اور سب جس حقیقت کا اعتراف

کرتے ہیں وہ خاتم الانبیاء کی مقدس ہستی ہے۔ یہاں پر سنی، شیعہ، مختلف فرقوں اور اعتدال پسندی، میانہ روی اور انتہا پسندی کا کوئی معنی و مفہوم نہیں رہ جاتا۔ اس محور الہی اور عقائد اسلامی کے مرکزی نقطہ پر سب دل و جان سے متفق و متحد ہیں۔ آج یہ چیز دنیا کے اسلام میں واضح طور پر نظر آرہی ہے۔ اسے غنیمت سمجھنا چاہیے^۱۔

ہم دشمن کو اپنے درمیان اختلاف ایجاد نہ کرنے دیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ اپنا غم و غصہ اور اپنا غیظ و غضب خود اپنوں کے خلاف اور خود اپنی صفوں کے اندر استعمال کریں اور دشمن خود کو امت مسلمہ کے غیظ و غضب سے بچالے جائے

”دشمن کی ایک بہت بڑی سازش مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف اور تفرق پیدا کرنے کی سازش ہے، جو الحمد للہ اس معاملہ میں کافی حد تک ناکام ہو چکی ہے اس کے باوجود محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم لوگ جو اپنی بنیادوں، اپنے اصولوں اور اسلام کے بنیادی ترین مسائل میں ایک نقطہ پر جمع ہیں، دشمن ہم کو بعض نظریاتی، اعتقادی اور عملی اختلافات کی خاطر ہم کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلامی فرقے اور اسلامی مذاہب گونا گوں مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن ہم اعلان کر رہے ہیں:

کہ اے دشمنانِ اسلام! تمہارے مقابلے میں، تم جو اسلام کے دشمن ہو، تمہارے مقابلے میں جو ہمارے پیغمبرؐ کے وجود مقدس کے سلسلے میں ایسی ناروا حرکتیں کر رہے ہو، ہم سب کے سب تمہارے مقابلے میں متفق اور متحد ہیں۔ دشمنانِ دین کو اور اسلام

مخالف محاذوں کی سربراہی کرنے والے مستکبرین کو جان لینا چاہیے کہ ان کے مقابلے میں پوری امت مسلمہ متحد و متفق ہے۔ لہذا انہیں اختلاف ایجاد کرنے کا گمان اپنے ذہنوں سے نکال دینا چاہیے اور وہ ہمارے درمیان اختلاف پیدا کرنے سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ ہمارے مبلغین ہمارے عوام کی ایک ایک فرد، ہمارے ذمہ دار افراد، مختلف مذاہب کے پیروکار، ہمارے سنی، ہمارے شیعہ ہر ایک اپنی جگہ متوجہ رہے اور خبردار رہے کہ کہیں دشمن ہمارے درمیان اختلاف ایجاد نہ کر دے جس کے نتیجے میں ہم لوگ اپنا غم و غصہ اور اپنا غیظ و غضب خود اپنوں کے خلاف اور خود اپنی صفوں کے اندر استعمال کریں اور دشمن خود کو امت مسلمہ کے غیظ و غضب سے بچالے جائے؛ یہ بہت بڑی غلطی ہوگی،^۱۔

ہماری اہم سفارش مذہبی، قومی، نسلی، قبائلی اور ملکی اختلافات سے پرہیز

ہے۔ تنوع کو تسلیم کیجئے اور ان کو صحیح سمت و جہت دیجئے

”اہم سفارش مذہبی، قومی، نسلی، قبائلی اور ملکی اختلافات سے پرہیز ہے۔ تفاوت اور تنوع کو تسلیم کیجئے اور ان کو صحیح سمت و جہت دیجئے۔ اسلامی مذاہب کے درمیان مفاہمت نجات کی کلید ہے۔ دوسروں کی تکفیر کے ذریعہ مذہبی اختلافات کو ہوا دینے والوں کو چاہے خود نہ معلوم ہو تب بھی وہ شیطان کے آلہ کار ہیں“^۲۔

۱۔ ۲۰۱۲/۹/۲۴

۲۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

امت کے درمیان فعال روابط

امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں اتحاد کا تحفظ اور اختلاف سے پرہیز ابتدائی قدم ہے۔ استکبار اور اس کے آلہ کار عناصر سے مقابلہ میں کامیابی، امت کے درمیان فعال روابط اور تعاون کا متقاضی ہے:

”آج کی مانند کبھی بھی مسلمانوں کو متحد ہونے، ایک دوسرے سے رابطہ برقرار کرنے اور تعلقات رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مدتوں سے مسلمان سو رہے تھے، غافل تھے۔ کوئی نور نہیں تھا کوئی بجلی نہیں کوند رہی تھی، وہ بیدار نہیں تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان کے سامنے مشکلات نہیں تھیں۔ مشکلات تھیں لیکن اتنی زیادہ نہیں تھیں کہ ان کی توجہ اور بیداری کا سبب بن جائے اور وہ ان مشکلات کا ادراک کرنے کے بعد اس کے علاج کی کوشش کریں۔ جمود کا وہ دور جو تھا گزر چکا ہے“^۱۔

جج بے نظیر موقع اور خدائی نعمت ہے جو اپنے معنوی نتائج کے علاوہ، مسلمانوں کے درمیان فعال روابط پیدا کرنے میں بہت مؤثر ہے

جج کے عظیم اجتماعات کے موقع پر نظر آنے والی اتحاد کی جسمانی شکل مزید پختہ ہونی چاہیے

”جج وہ جگہ ہے جہاں پورے عالم اسلام سے مسلمان آکر جمع ہوتے ہیں۔ مختلف تہذیبیں، مختلف نسلیں، مختلف زبانیں اور دعائے عرفہ میں امام حسینؑ کے تعبیر کے مطابق مختلف لُحْن اور لہجے اکٹھا ہوتے ہیں۔ جج کے عظیم کے موقع پر نظر آنے والی اتحاد کی اس جسمانی شکل مزید پختہ ہونی چاہیے۔ سب کو محسوس ہو کہ ان کے سامنے ایک

خطرہ ہے، ان کے سامنے ایک دشمن ہے۔ سب اپنے وجود کی گہرائیوں سے اس دشمن سے اظہار برائت کریں۔ اس طرح حج میں مشرکین سے برائت اپنا صحیح معنی و مفہوم پاتی ہے“۔^۱

حج میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعلقات بحال ہونے چاہئیں حکومتوں کے سرکاری اور زبانی تعلقات کی مانند نہیں بلکہ امت مسلمہ کے افراد کے درمیان قلبی تعلقات ہیں۔ جب دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمان کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ دوسرے ممالک اور دوسری قوموں میں اس کے بھائی موجود ہیں تو اسے روحانی طاقت ملتی ہے، خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ مستکبرین کے پلید ہاتھوں کے ذریعہ تھوپی گئی چیزوں سے پیدا ہونے والی کمزوری سے خود کو نجات دے دیتا ہے:

”اس اہم مرکز میں پورے عالم اسلام میں موجود مسلمان بھائیوں سے باہمی تعلقات بحال ہونا چاہئیں۔ یہ حکومتوں کے تعلقات کی مانند نہیں ہیں۔ حکومتوں کے تعلقات تو سرکاری اور زبانی ہوتے ہیں، دوسرے مسائل کی خاطر ہوتے ہیں۔ امت مسلمہ کے آپسی روابط، قلبی ہوتے ہیں۔ یہ قلبی تعلقات افراد قوم کے ایک دوسرے سے تعلق کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ دوسرے ممالک سے آنے والے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ان کی زبان جاننے والے افراد گفتگو کر سکتے ہیں، زبان سے اظہار محبت کر سکتے ہیں اور مشترکہ نقطوں پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ جو ان کی زبان میں گفتگو نہیں کر سکتے ہیں وہ عمل

کے ساتھ یہ کام کر سکتے ہیں۔ ان کو جگہ دیجئے ان کے ساتھ، مہربانی اور محبت کے ساتھ پیش آئیے، بعض مشکلوں اور ناروا سلوک کو برداشت کیجئے، ہو سکتا ہے کوئی کہنی مار دے، آپ اس کے مقابلہ میں مسکرائیے۔ عملی میدان میں کوشش کیجئے کہ یہ تعلقات پیدا ہو جائیں۔ نہ صرف ایران اور ایرانی عوام کی عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر بلکہ قلبی تعلقات کی بحالی کے لئے یہ کام کیجئے البتہ اس کی اپنے ملک اور قوم کی عزت کی حفاظت کی بھی اپنی جگہ اہمیت ہے کیوں کہ کتنا اچھا ہے کہ کوئی قوم اپنی کرامت، اپنی قدرو قیمت اور انسانی و اسلامی اصولوں کی پابندی کا مظاہرہ کرے بلکہ اس قلبی رابطہ کو برقرار کرنے کے لئے چاہے وہ کسی بھی نسل کا ہو، کسی بھی زبان کا ہو، کسی بھی مذہب کا ہو، بہر حال وہ مسلمان ہے۔ وہ بھی آپ کی طرح کعبہ کے عشق میں آیا، پیغمبر کے عشق میں آیا ہے۔ وہ بھی اسی راستہ پر گامزن ہے، وہ بھی خداوند متعال سے ہم کلام ہے۔ جتنا ممکن ہو سکے ان مشترکہ نقطوں کا ایک دوسرے کے سامنے اظہار کریں۔ وہ سمجھیں کہ یہ مشترک مسائل موجود ہیں۔ جب دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمان کو یہ احساس ہو جائے کہ دوسرے ممالک اور دوسری قوموں میں اس کے بھائی موجود ہیں تو اسے روحانی طاقت ملتی ہے، خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ مستکبرین کے پلید ہاتھوں کے ذریعہ تھوپی گئی کمزوری و ناتوانی سے خود کو نجات دے دیتا ہے۔ اس حالت کو مستحکم ہونا چاہیے۔

عظیم امت مسلمہ حج میں مزید اتحاد، شجاعت، بیداری اور خود آگہی حاصل کر سکتی ہے

”حج اس لحاظ سے منفرد اور بے نظیر ہے کہ اس میں دل اور روح پر صیقل ہوتی ہے اور ہر حاجی اپنی ہمت اور ظرفیت کے مطابق اس بازار رحمت سے بہرہ مند ہوتا ہے اور اس لحاظ سے بھی بے مثل ہے کہ اس میں مختلف قوموں، نسلوں، ملکوں اور تہذیبوں سے تشکیل ہونے والی عظیم امت اسلامیہ، مزید یکجہتی، شجاعت، بیداری اور خود آگہی حاصل کر سکتی ہے۔ یہ موجودہ عالم اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے“^۱۔

رہبر معظم انقلاب، تعمیری تعلقات اور باہمی تعاون کا نمایاں مصداق اسلامی جمہوریہ کو جانتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ دشمن اس رابطہ سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے:

پوری دنیا کے مسلمانوں کو، اسلامی جمہوریہ میں موجود اپنے بھائیوں سے تعلقات مستحکم کرنے چاہئیں

پوری دنیا کے مسلمانوں کو، اسلامی جمہوریہ میں موجود اپنے بھائیوں سے تعلقات مستحکم کرنے چاہئیں۔ عظیم امت مسلمہ کے افراد کے دل روز بہ روز ایک دوسرے سے نزدیک ہونے چاہئیں۔ دشمنوں کے ذریعہ امت مسلمہ پر تھوپے جانے والے اختلاف و تفرقہ کے وسائل کو مسلمانوں کی موجودہ بیداری کے دور میں موثر نہیں ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کو علاقائی اور جغرافیائی فاصلوں اور لسانی و نسلی فرق کے باوجود ایک دوسرے سے ہم دل، ہم زبان، ہم فکر اور ہم قدم ہو کر عظیم اسلامی اہداف کی جانب حرکت کرنی چاہیے“^۲۔

۱۔ ۲۰۰۴/۲/۷

۲۔ ۱۰۸۹/۷/۱۳

دشمن، امت اسلامیہ کے پر جوش اور سرگرم ارکان کو اس امت سے جدا کرنا چاہتا ہے تاکہ مطمئن ہو جائے کہ اب وہ اپنے مقابلہ میں امت کے متحد اور عظیم پیکر کا سامنا نہیں کرے گا

”اگر آج دشمن، امت اسلامیہ کے پر جوش اور سرگرم ارکان کو اس امت سے جدا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اسے اطمینان ہو جائے گا کہ اب وہ اپنے مقابلہ میں امت کے متحد اور عظیم پیکر کا سامنا نہیں کرے گا اور امت مسلمہ کے بارے میں اپنے خباثت آمیز پلاننگر بغیر کسی مشکل کے عمل کرے گا۔ آج کل پوری دنیا اسلامی جمہوریہ کے خلاف استکباری ذرائع ابلاغ کے وسیع پیمانہ اور کافی مقدار میں پروپیگنڈوں کی گواہ ہے۔ یہ وہی (نا پاک) سیاست ہے۔“

عالمی روابط

امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر عالمی روابط پر بھی ہے۔ امت مسلمہ کے بیرونی تعلقات کو متعدد قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً: تعلقات کی دو قسمیں ہیں:

ایک مستکبرین سے تعلقات اور دوسرے باقی پوری دنیا سے تعلقات، یا سیاسی، اقتصادی، فکری اور اعتقادی تعلقات وغیرہ۔ موجودہ تحریر میں مسلمانوں کے مستکبرین سے تعلقات اور بعض سیاسی پہلوؤں کے سلسلہ میں معروضات پیش کی جا چکی ہیں۔ یہاں پر ہم فکری اور اعتقادی میدان میں امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی ہدایات پیش کریں گے۔ معظم لہ کی نظر میں عالمی روابط اور بالخصوص جدید مواصلاتی ذرائع کے استعمال سے مختلف افکار میں جنگ شروع ہو چکی ہے:

اپنے فریضہ پر عمل کرنے کی صورت میں افکار و نظریات کے میدان میں فکری و نظریاتی جنگ نہ صرف مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ نہیں ہے بلکہ ان کے حق میں مفید ہے اور اس کا نتیجہ دنیا میں حقیقت کے نمایاں ہونے کی صورت میں نکلے گا

”آج انٹرنٹ، سیٹلائٹ اور انواع و اقسام کے دوسرے مواصلاتی ذرائع موجود ہیں اور بات آسانی کے ساتھ پوری دنیا میں پہنچ جاتی ہے۔ عام لوگوں اور مومنین کا ذہن مختلف افکار و نظریات کا میدان جنگ ہے۔ آج ہم ایک حقیقی فکری میدان جنگ میں ہیں یہ فکری جنگ کسی بھی طرح ہمارے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے لئے مفید ہے۔ اگر ہم اس میدان میں داخل ہو جائیں اور اس سے اپنی ضرورت یعنی اہم اسلامی افکار اور اسلامی والہی تعلیمات کا خزانہ نکال کر استعمال کریں تو یقیناً کامیابی ہمارا مقدر ہوگی لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم عملی طور پر یہ کام انجام دیں۔“^۱

لہذا:

- ۱۔ اسلامی و انقلابی تعلقات کے حوالہ سے امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات امت کے اندرونی تعلقات اور بیرونی و عالمی تعلقات دونوں کو شامل ہیں۔
- ۲۔ موجودہ نازک حالات انقلابی اقدامات میں کامیابی کے لئے اتحاد کے تحفظ اور اختلاف و افتراق سے پرہیز کے متقاضی ہیں۔
- ۳۔ بڑی طاقتوں اور ان کے آلہ کار حکمرانوں کے مقابلہ میں قوموں کا اہم ہتھیار، ان کا اتحاد و انسجام ہے۔

- ۴۔ امت مسلمہ میں اتحاد کے تحفظ کا سب سے اہم قدم شیعہ سنی اختلافات کو ہوا نہ دینا ہے۔
مسائل کو شیعہ سنی کارنگ دینا امریکا کی سب سے بڑی خدمت ہے۔
- ۵۔ قومی سطح پر زیادہ سے زیادہ یکجہتی کے لئے دشمن کے آلہ کار عناصر سے ملک کی نجات اور دین کو اتحاد و اتفاق کا محور بنایا جائے۔
- ۶۔ امت اسلامیہ کی سطح پر اتحاد کی حفاظت کے سلسلہ میں مشترکہ نقاط پر توجہ، امت کے غیظ و غضب کا رخ دشمنان اسلام کی جانب موڑنا اور تنوع کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی ہدایت کرنا، رہبر معظم انقلاب کی سفارشات کا حصہ ہے۔
- ۷۔ مسلمانوں کے درمیان ایک مشترک نقطہ اور متفق علیہ ذات پیغمبر کا وجود مبارک ہے یعنی یہ وہ جگہ ہے جہاں سنی شیعہ اور مختلف فرقوں کا کوئی معنی و مفہوم نہیں رہ جاتا ہے۔ اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔
- ۸۔ ہم دشمن کو اپنے درمیان اختلاف ایجاد نہ کرنے دیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ اپنا غم و غصہ اور اپنا غیظ و غضب خود اپنوں کے خلاف اور خود اپنی صفوں کے اندر استعمال کریں اور دشمن خود کو امت مسلمہ کے غیظ و غضب سے بچالے جائے۔ مختلف مسائل میں اختلاف نظر کے باوجود اسلامی فرقوں کو دشمن اسلام کے مقابلہ میں متحد رہنا چاہیے۔
- ۹۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں اختلاف سے پرہیز ابتدائی قدم ہے۔ استکبار اور اس کے آلہ کار عناصر سے مقابلہ میں کامیابی افراد امت کے درمیان گہرے تعلقات اور باہمی تعاون کی متقاضی ہے۔ مسلمانوں کو یکجا ہونے اور باہمی تعلقات رکھنے کی آج سے زیادہ ضرورت کبھی نہیں تھی۔
- ۱۰۔ حج بے نظیر موقع اور خدائی نعمت ہے جو معنوی پہلوؤں کے علاوہ مسلمانوں کے درمیان گہرے اور فعال تعلقات پیدا کرنے میں کافی مؤثر ہے۔

- ۱۱۔ حج کے عظیم اجتماعات میں نظر آنے والے اتحاد کی جسمانی شکل کو مزید پختہ ہونا چاہیے۔
- ۱۲۔ حج میں مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعلقات بحال ہونے چاہئیں۔ حکومتوں کے سرکاری اور زبانی تعلقات کی مانند نہیں بلکہ امت مسلمہ کے افراد کے درمیان قلبی تعلقات ہیں۔ جب دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمانوں کو یہ احساس ہو جائے کہ دوسرے ممالک اور دوسری قوموں میں اس کے بھائی موجود ہیں تو اسے روحانی طاقت ملتی ہے، خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ مستکبرین کے پلید ہاتھوں کے ذریعہ تھوپی گئی کمزوری و ناتوانی سے خود کو نجات دے دیتا ہے۔
- ۱۳۔ عظیم امت مسلمہ حج میں مزید اتحاد، شجاعت، بیداری اور خود آگہی حاصل کر سکتی ہے۔
- ۱۴۔ رہبر معظم انقلاب، تعمیری تعلقات اور باہمی تعاون کا نمایاں مصداق اسلامی جمہوریہ کو جانتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ دشمن اس رابطہ سے روکنے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ امت اسلامیہ کے پر جوش اور سرگرم ارکان کو اس امت سے جدا کرنا چاہتا ہے تاکہ مطمئن ہو جائے کہ اب وہ اپنے مقابلہ میں امت کے متحد اور عظیم پیکر کا مشاہدہ نہیں کرے گا۔
- ۱۵۔ اپنے فریضہ پر عمل کرنے کی صورت میں افکار و نظریات کے میدان میں فکری و نظریاتی جنگ نہ صرف مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ نہیں ہے بلکہ ان کے حق میں مفید ہے اور اس کا نتیجہ دنیا میں حقیقت کے نمایاں ہونے کی صورت میں نکلے گا۔

ساتواں باب

اسلامی و انقلابی منصوبہ سازی اور انتظام و اہتمام

اسلامی و انقلابی منصوبہ سازی اور انتظام و اہتمام

انقلابی اقوام کے اقدامات پختہ اور شفاف لائحہ عمل کے ساتھ انجام پانے چاہئیں:
فیصلہ کیجئے، صحیح طریقہ سے ہدف کا انتخاب کیجئے اور اس ہدف کی راہ میں
پائیداری کے ساتھ قدم بڑھائیے۔

”لائحہ عمل آمادہ کیجئے۔ لائحہ عمل کی بنیاد یہ ہے: فیصلہ کیجئے، صحیح طریقہ سے ہدف کا
انتخاب کیجئے اور اس ہدف کی راہ میں پائیداری کے ساتھ قدم بڑھائیے۔ ایسی صورت
میں کسی طاقت کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ آپ کے اہداف علمی،
اقتصادی، اجتماعی اور اخلاقی میدانوں میں اسلام میں افکار اور اسلامی بیداری کی
ترویج سے متعلق ہیں۔ یہ آپ کی عظیم آرزوئیں ہیں۔ راستہ فقط یہی ہے۔ اسے صحیح
طرح سے تشخیص دیجئے، عزم محکم کر لیجئے، حرکت کیجئے، قدم بڑھائیے، خداوند متعال
پر بھروسہ کیجئے، (انشاء اللہ) آپ نتیجہ تک پہنچ جائیں گے۔“

امت مسلمہ کی اندرونی کمزوریوں اور خامیوں سے مقابلہ کے لئے چارہ جوئی
اس لائحہ عمل کی ایک کڑی جس سے کسی بھی صورت میں غافل نہیں ہونا چاہیے وہ امت
مسلمہ اور انقلابی اقوام کی اندرونی کمزوریوں اور خامیوں سے مقابلہ کے لئے غور و فکر کرنا اور دستور

العمل بنانا ہے۔ رہبر معظم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اندرونی کمزوریوں اور خامیوں کی دو قسموں کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی وضاحت یہ ہے کہ آپ ایک بارستر کی دہائی میں امت مسلمہ کے حالات کا جائزہ لیتے وقت، ان کمزوریوں اور خامیوں کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں جو اس وقت موجود تھیں اور جن کو دور کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن حالیہ چند برسوں میں اسلامی بیداری کے اوج پر ہونے کے بعد آپ نے دوسری قسم کی کمزوریوں اور خامیوں کی جانب اشارہ کیا ہے جن کا لازمی طور پر فی الحال موجود ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ان میں سے بہت سے مستقبل کے ممکنہ خطرے ہیں۔ پہلی قسم کے خطرے گزشتہ باب میں ”بصیرت“ کے ذیل میں پیش کئے گئے۔ لیکن چونکہ خامیوں سے مقابلہ کالائحہ عمل دونوں قسموں پر مشتمل ہوگا اس لئے ہم اس حصہ میں ان سب کا جائزہ لیں گے۔

اندرونی کمزوریوں اور خامیوں کا جائزہ لینے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ رہبر معظم کی نظر میں امت مسلمہ کی بیشتر مشکلات بیرونی اسباب اور دشمن کی سازش کے بجائے اندرونی کوتاہی و غفلت یا بد عملی اور خیانت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں:

امت مسلمہ کی اکثر مشکلات جن کی وجہ سے وہ اپنے منفرد اور کارساز وسائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکی بیرونی اسباب اور دشمن کی سازش کے بجائے اندرونی کوتاہی و غفلت یا بد عملی اور خیانت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں

”اب ہم اس عظیم گروہ یعنی امت مسلمہ کی بڑی مشکلات پر نظر ڈالتے ہیں، وہ مشکلات جن کی وجہ سے یہ باصلاحیت گروہ اپنے منفرد اور کارساز وسائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکا اور نتیجہ میں اسلامی ممالک اور مسلمان قومیں انسانی قافلہ علم سے پیچھے، اپنی عظیم مادی ثروت سے بے بہرہ، دنیا کے ثقافتی مقابلہ میں اغیار کی تہذیب سے مغلوب، عالمی میدان سیاست میں دوسروں کی پیرو اور فوجی لحاظ سے عام طور

پراستکاری طاقتوں کی مداخلت اور پسپائی کا شکار رہی ہیں۔ یہ مشکلات زیادہ تر اندرونی کوتاہی و غفلت یا بد عملی اور خیانت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔^۱ امت مسلمہ میں موجود اور چارہ جوئی کی محتاج پہلی قسم کی کمزوریاں اور خامیاں مندرجہ ذیل ہیں:

فرقہ وارانہ اور قومی اختلافات، مداخلت کرنے والی طاقتوں اور مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا، بعض حکومتوں کی عوام سے بے توجہی، عالم اسلام کی بہت سی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط طاقتوں سے مرعوب ہونا، اسلامی خطہ کے مرکز میں غاصب صہیونی حکومت کا وجود دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج اور اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پیش کرنا عالم اسلام کی موجودہ مشکلات کا سرچشمہ ہیں

”ان مشکلات کی طویل فہرست ہے جن میں سے مندرجہ ذیل امور کو ابتدائی عناوین کے طور پر شمار کیا جاسکتا ہے:

- ✽ فرقہ وارانہ اختلافات جن کی زیادہ تر علمائے سوء اور دشمنوں کے آلہ کار مصنفین کی جانب سے ترویج کی جاتی ہے اور انہیں بڑھاوا دیا جاتا ہے
- ✽ انتہا پسند قومیت و وطنیت سے پیدا ہونے والے قومی اور وطنی اختلافات جو زیادہ تر (دشمنوں سے) وابستہ روشن خیال افراد کے ذریعہ پھیلانے جاتے ہیں
- ✽ مداخلت کرنے والی طاقتوں کے مقابلہ میں تسلیم ہونا جس نے بعض ممالک کو بڑی طاقتوں کا جوے کا کھیل بنا دیا ہے

- ✽ مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا یہاں تک کہ سیاسی یا عقیدتی جذبوں کے تحت اس کی ترویج کرنا
- ✽ بعض حکومتوں کی اپنے عوام، ان کے ارادے، عقیدے اور ضرورتوں سے بے توجہی اور ان کے مقابلہ میں مطلق العنانی
- ✽ عالم اسلام کی بہت سی سیاسی اور ثقافتی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط حکومتوں اور بطور واضح امریکہ سے مرعوب ہونا
- ✽ اسلامی خطہ کے مرکز میں صہیونی غاصب حکومت کا وجود جو خود دوسری بہت سی مشکلات کا سبب ہے
- ✽ دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج کرنا اور اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پہنچانا جو زندگی کے مسائل جیسے حکومت، سیاست اور اقتصاد وغیرہ سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو
- یہ اور دسیوں بڑی اور بنیادی مشکلیں موجود ہیں لیکن اگر سیاسی اور دینی قائد اپنی جانب سے اخلاص، ہمت اور حریت کا مظاہرہ کرتے تو یہ تاریخی ہونے کے باوجود قابل علاج تھیں۔ یہ عالم اسلام کی موجودہ بہت سی مشکلات کا سبب ہیں۔ یہ اپنے ساتھ غربت و جہالت، اختلاف و تفریق، سیاسی پستی اور پسماندگی، جنگ و جدال، تباہی و ویرانی، خرافات اور تعصب لائی ہیں۔^۱
- امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات میں درپیش اور قابل علاج خطروں کے عنوان سے پیش کی جانے والی انقلابی اقوام کی کوتاہیاں، غفلتیں اور کمزوریاں ذیل میں تحریر کی گئی ہیں۔

احساس کامیابی سے پیدا ہونے والی آسودگی اور اس کے نتیجہ میں جذبول کا سرد پڑنا اور ارادوں کا مضحل ہونا، انقلابیوں کا مال غنیمت میں اپنا حصہ لینے کی تگ و دو شروع کرنا، مستکبروں کے ظاہری کڑ و فر سے مرعوب ہونا، دشمن پر اعتماد کرنا اور اس کی مسکراہٹ، وعدوں اور حمایت کے دام میں پھنسنا، مغرور ہونا، دشمن کو غافل سمجھنا اور تفرقہ و اختلاف پیدا کرنا

”میں مشکلوں کی دو قسم کرتا ہوں:

ایک: وہ جن کی جڑیں ہمارے اندر ہیں اور وہ ہماری کمزوریوں سے پیدا ہوئی ہیں اور دوسری: وہ جن کے لئے مستقیم طور پر دشمن منصوبہ بندی کرتا ہے۔

پہلی قسم میں اس طرح کی چیزیں ہیں: یہ گمان کہ وابستہ، فاسد اور آمر حکمران کے زوال سے کام ختم ہو گیا۔ احساس کامیابی سے پیدا ہونے والی آسودگی اور اس کے نتیجہ میں جذبول کا سرد پڑنا اور ارادوں کا مضحل ہونا پہلا خطرہ ہے۔ یہ خطرہ اس وقت زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے جب افراد اس موقع پر ہاتھ آنے والے مال غنیمت میں اپنا حصہ لینے کی تگ و دو شروع کر دیں۔ جنگ احد کا واقعہ اور پہاڑ کی چوٹی کے مدافعين کا مال غنیمت حاصل کرنا مسلمانوں کی شکست کا سبب بن گیا اور خداوند عالم کی جانب سے مجاہدوں کی تنبیہ کی گئی۔ یہ علامتی نمونہ ہے جسے ہرگز نہیں بھولنا چاہیے۔ مستکبروں کے ظاہری کڑ و فر سے مرعوب ہو جانا اور امریکا اور دوسری مداخلت کرنے والی طاقتوں سے خوف کا احساس کرنا، اسی قسم کی خامی ہے جس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ شجاع ممتاز شخصیتوں اور جوانوں کو اپنے دلوں سے یہ ڈر نکال دینا چاہیے۔ دشمن پر اعتماد اور اس کی مسکراہٹ، وعدوں اور حمایت کے دام میں پھنسنا بھی دوسرا عیب ہے جس سے بالخصوص ممتاز افراد اور اہم

سربراہ اور وہ شخصیتوں کو بچنا چاہیے۔ دشمن کو کسی بھی لباس میں اس کی نشانیوں سے پہچان لینا چاہیے اور اس کے حیلوں سے جو بعض موقعوں پر ظاہری دوستی اور تعاون کے پس پردہ ہوتے ہیں، عوام اور انقلاب کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اس تصویر کا دوسرا رخ مغرور ہونا اور دشمن کو غافل سمجھنا ہے۔ شجاعت کو تدبیر اور ہوشمندی سے ملا دینا چاہیے۔ شیطان جن و انس کے مقابلہ میں اپنے وجود میں پائے جانے والے سارے خدائی خزینوں کو استعمال کرنا چاہیے۔ اختلاف پیدا کرنا، انقلابیوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنانا اور محاذ میں رخنہ اندازی کرنا بھی وہ بڑی مصیبت ہے جس سے پوری طاقت سے فرار کرنا چاہیے۔“^۱

بیرونی خطروں اور مشکلوں سے مقابلہ کے لئے چارہ جوئی

استکبار اور اس سے وابستہ افراد کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں شروع ہونے والی خود مختار اور آزادی بخش تحریک کا مقابلہ کریں:

استکباری مشینری سے وابستہ شیطان دنیا کے کسی بھی کونے میں اٹھنے والی عظیم، آزادی بخش، خالص اور عوامی تحریک دیکھتے ہیں تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ یا اس تحریک کو خود اس کی ضد اور مخالف تحریک میں بدل دیں یا اس کی روح کو ختم کر دیں

استکباری مشینری سے وابستہ شیطان دنیا کے کسی بھی کونے میں اٹھنے والی بڑی، آزادی بخش، خالص اور عوامی تحریک دیکھتے ہیں تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ یا اس تحریک کو خود اس کی ضد اور مخالف تحریک میں بدل دیں یا اس کی روح کو ختم کر دیں۔ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ آج ہمارے خطہ میں کیا ہو رہا ہے۔ لوگ امریکا سے وابستگی سے نجات کے لئے، صہیونی تسلط کی ذلت سے

نجات کے لئے اور اسلامی ممالک کے دل میں اس کینسر کے غدود سے اظہار نفرت کے لئے انقلاب پیا کر رہے ہیں۔ استکبار اور اس کے متعلقین کے تمام سیاسی، سراغ رساں اور مالی ادارے اس اقدام کو بے ثمر بنانے کے لئے نکل پڑتے ہیں۔ اقوام کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اقوام کو انسانی عقل و فکر کی خداداد نعمت استفادہ کرنا چاہیے۔ اقوام کو اپنے اوپر بھروسہ ہونا چاہیے۔ اپنی طاقت اور اپنے خدا پر اعتماد ہونا چاہیے۔ انہیں خدا سے حسن ظن ظاہر کرنا چاہیے۔ خداوند متعال نے وعدہ کیا ہے:

”لَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ“

یہ خدائی فرمان ہے۔ البتہ کوشش، حرکت اور خطرے قبول کئے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔ خدا نے بغیر حرکت کے کامیابی کا وعدہ کسی کو نہیں دیا ہے۔ صرف مومن ہونا بھی کافی نہیں ہے۔ مجاہدت اور کوشش ضروری ہے، صبر ضروری ہے۔“^۱

امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات میں درپیش قابل علاج خطرات کے عنوان سے استکبار کی تحریکوں سے مقابلہ اور بیرونی خطرات اور مشکلات کے بعض مصداق ذیل میں تحریر کئے گئے ہیں:

امریکا اور مغرب کے مفادات کے پابند عناصر کو بروئے کار لانا، اصل سسٹم اور طاقت کے اصلی مہروں کی حفاظت کرتے ہوئے صرف ظاہری تبدیلی کرنا، حکومتی ماڈل اور آئین پیش کرنا تاکہ اسلامی ممالک کو دوسری بار مغرب سے وابستگی کے دام میں گرفتار ہو جائے، انقلابیوں کی صف میں دراندازی، ناقابل اعتماد گروہ کو مال اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مضبوط کرنا اور انقلاب کے اصلی عناصر کو گوشہ گیر کرنا، آشفتنہ حالی، دہشت گردی، ادیان، قوموں، قبیلوں، جماعتوں یہاں تک کہ پڑوسی حکومتوں اور قوموں کے ساتھ داخلی جنگ، اقتصادی محاصرہ، پابندی، قومی سرمایوں کو منجمد کرنا اور میڈیا کا ہمہ جہت پروپیگنڈہ، نیک اور موثر شخصیتوں کا قتل یا ان میں سے بعض کو بدنام اور دوسری جانب بعض کمزور شخصیت کے لوگوں کو خریدنا۔

ان سارے کاموں سے ان کا مقصد لوگوں کو خستہ حال اور ناامید کرنا اور مجاہدین کو پشیمان کرنا ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس صورت میں انقلاب کو شکست دینا ممکن اور آسان ہو جائے گا۔
 ”میں مشکلوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں:

ایک: وہ جن کی جڑیں ہمارے اندر ہیں اور وہ خود ہماری کمزوریوں سے پیدا ہوئی ہیں اور دوسری: وہ جن کے لئے براہ راست دشمن منصوبہ بندی کرتا ہے۔

اس خطہ کی عوام نے مختلف واقعات میں دوسری قسم کی مشکلات کا تجربہ کیا ہے۔ پہلا خطرہ ایسے عناصر کو بروئے کار لانا ہے جو خود کو امریکا اور مغرب کے مفادات کا پابند جانتے ہیں۔ مغرب کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ وابستہ مہروں کے زوال کے بعد اصل سسٹم اور طاقت کے اصلی مہروں کو محفوظ رکھے، اسی بدن پر دوسرا سر لگا دے اور اپنا تسلط اسی طرح جاری رکھے۔ اس کا مطلب ساری محنتوں اور زحماتوں کا رائیگاں ہو جانا ہے۔ اگر وہ اس مرحلہ پر عوام کی پائیداری اور ہوشیاری دیکھتے ہیں تو وہ انقلاب اور عوام کے سامنے بہت سے اخروانی بدل اور قائم مقام رکھتے ہیں۔ یہ منظر نامہ اپنی جانب سے حکومتی ماڈل اور آئین پیش کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے جو اسلامی ممالک کو دوسری بار مغرب سے ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی وابستگی کے دام میں پھنسا دیتا ہے۔ یہ انقلابیوں کی صف میں دراندازی ناقابل اعتنا دگر وہ کو مال اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مضبوط کرنا اور انقلاب کے اصلی عناصر کو گوشہ گیر کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ بھی مغربی تسلط کو واپس لانا، انقلابی اصولوں سے بیگانہ اور جدید پیرائے میں موجود مغربی ماڈل کا استحکام اور آخر کار حالات پر ان کا قابض ہو جانا ہے۔ اگر یہ طریقہ بھی نتیجہ تک نہ پہنچے تو ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ وہ اس وقت آشفستہ حالی، دہشت گردی، ادیان و اقوام، قبائل و جماعتوں یہاں تک کہ پڑوسی حکومتوں اور

قوموں کے ساتھ داخلی جنگ، اس کے علاوہ اقتصادی محاصرہ، پابندی، قومی سرمایوں کو منجمد کرنا اور میڈیا کے ہمہ جہت پروپیگنڈے اور حملے کا راستہ اپنائیں گے۔ ان سارے کاموں سے ان کا مقصد لوگوں کو خستہ حال اور ناامید کرنا اور مجاہدین کو پشیمان کرنا ہے کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ اس صورت میں انقلاب کو شکست دینا، ممکن اور آسان ہو جائے گا۔ نیک اور موثر شخصیتوں کا قتل یا ان میں سے بعض کو بدنام اور دوسری جانب بعض کمزور شخصیت کے لوگوں کو خریدنا بھی مغربی طاقتوں اور تمدن و اخلاق کے دعویداروں کے رائج طریقے ہیں۔ ایران اسلامی میں انقلاب کے ہاتھوں میں آنے والے جاسوسی کے اڈے نے یہ دکھا دیا کہ امریکا کی جانب سے ایرانی عوام کے لئے ان ساری سازشوں کی بغور منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ ان کے لئے انقلابی ممالک میں ماضی کی جانب بازگشت، ظلم و استبداد اور وابستہ حکمرانی کو واپس لانا ایسا اصول ہے جو ان سارے گھناؤنے طریقوں کو تجویز کرتا ہے۔“

ان کا کام لوگوں کے جذبات سرد کرنا ہے، اختلاف پیدا کر کے جوانوں کو ایک طریقہ سے توضعیفوں کو دوسرے طریقہ سے مذہبی افراد کو ایک راستہ سے تو غیر مذہبی افراد کو دوسرے راستہ سے سرگرم اور مشغول رکھنے کے ذریعہ ”آپ توجہ کیجئے کہ مغرب اور ان میں سرفہرست امریکا اور صہیونیت اپنے پورے وجود کے ساتھ میدان میں آگئے ہیں اور وہ اس سے زیادہ میدان میں آئیں گے تا کہ اس تحریک کو مہار کر سکیں اور ان موجوں پر خود سوار ہو سکیں۔ اقوام کو بیدار رہنا چاہیے۔ دشمنان اسلام غفلت کا شکار ہو گئے۔ وہ پیشین گوئی نہیں کر سکے اور وہ کبھی نہیں

سکتے تھے۔ یہ غفلت خدائی مکر و تدبیر ہے:

”وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرَ اللَّهِ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ“

لبنان کے معاملہ میں صہیونی مسلح فوج پر مزاحمت پسند لبنانی جوانوں کے غلبہ سے وہ غفلت میں پڑ گئے۔ آج سے ۳۳ سال پہلے ایران کے اسلامی انقلاب کے سلسلہ میں بھی وہ غفلت میں پر رہے۔ یہ غفلت جاری ہے۔ ان واقعات میں وہ غافل ہوئے اور پیشین گوئی نہیں کر سکے، احتیاطی تدابیر نہیں کر سکے لیکن اب وہ تلافی کرنے کی فراق میں ہیں۔ ان کا ایک کام لوگوں کے جذبات کو سرد کرنا ہے۔ عالم اسلام کے جوانو! خواہ وہ عورت ہوں یا مرد، اے عالم اسلام اور بالخصوص انقلاب لانے والے ممالک کی ممتاز شخصیتو! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر آپ میدان عمل میں ثابت قدم رہیں تو استکبار کے تمام حیلوں پر آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ استکباری طاقتوں کے سارے آلات اقتدار عوام کے میدان میں آنے اور قوموں کے ایمان کے مقابلہ میں کند ہیں، کارآمد نہیں ہیں۔ آپ محتاط رہیں کہ یہ ایمان ایجاد اختلاف کی وجہ سے آپ کے ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ یہ اختلاف مختلف طریقوں سے ہیں جوانوں کے درمیان ایک طریقہ سے تو ضعیفوں کے درمیان دوسرے طریقہ سے، مذہبی افراد کے درمیان ایک راستہ سے تو غیر مذہبی افراد کے درمیان دوسرے راستہ سے سرگرم اور مشغول رکھنے کے ذریعہ۔ دینی و اسلامی اقدار کی بنیاد پر لوگوں کا اجتماع ان اقوام کو ترقی دینے والا واحد نقطہ ہے۔ ہمیں اس سلسلہ میں طویل تجربہ ہے۔^۱

استکبار کی کوشش ہے کہ اسلامی معاشروں میں خواتین پر مغربی تہذیب اور مغربی طرز زندگی تھوپ دے تاکہ مسلمان خواتین اپنے اسلامی تشخص سے بیگانہ بن جائیں

”سوسال سے مغربی تہذیب، مال و دولت، اسلحہ اور ڈپلومیسی کے ذریعہ مغربی تہذیب اور مغربی طرز زندگی کو اسلامی معاشروں میں خواتین پر تھوپنا چاہتی ہے۔ مسلمان خواتین کو ان کے تشخص سے بیگانہ کرنے کے لئے سوسال سے کوشش ہو رہی ہے۔ تمام موثر اسباب اور طاقت کا استعمال کیا گیا ہے دولت، پروپیگنڈہ، اسلحہ، مختلف طرح کی مادی رنگینیاں اور انسان کی فطری جنسی خواہشات کو استعمال کیا گیا ہے تاکہ مسلمان خواتین کو ان کے اسلامی تشخص سے دور کر دیں۔ آج اگر آپ ممتاز سربراہان مسلمان خواتین کوشش کریں کہ تمام مسلمان خواتین کو یہ تشخص واپس دلادیں تو آپ نے امت مسلمہ، اسلامی بیداری اور اسلامی عزت و کرامت کی سب سے بڑی خدمت کی ہے۔ خواتین کی بیداری، خواتین کے درمیان شخصیت اور تشخص کا احساس اور خواتین کے درمیان آگاہی اور بصیرت کا اسلامی بیداری اور اسلامی عزت پر دو گنا اثر ہے۔“

قدس کا مسئلہ، امت مسلمہ کا بنیادی مسئلہ ہے۔ آج اسلام دشمن طاقتوں کی کوشش یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو غیر اہم بنادیں

”آج عالم اسلام میں ہمارے سامنے ایک بنیادی مسئلہ ہے اور وہ قدس کا مسئلہ ہے۔ ہم اسے بنیادی مسئلہ کیوں کہہ رہے ہیں؟ کیوں کہ ہماری زندگی کی جگہ اور ہمارے ممالک کی سرزمین یعنی مشرق وسطیٰ کی غلط تقسیم اور معیوب تعمیر صہیونیوں کو اس جگہ

ساکن بنانے کی سازش کے تحت ہوئی ہے۔ اگر یہ سازش نہ ہوتی تو شاید اس علاقہ کے حالات کچھ اور ہوتے۔ اس خطہ میں ہونے والی یہ جنگ اور دشمنی، تسلط پسند اور ظالم طاقتوں کی اس میں دخالت سب اسی مسئلہ کی وجہ سے ہیں۔ اس کی کہانی بہت لمبی ہے۔ آج ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو غیر اہم بنا دیں۔ عالم اسلام کو یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔“^۱

امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات میں ان مشکلات سے مقابلہ کے لئے بعض راہ حل کی جانب اشارہ ہوا ہے:

دشمن بدامنی اور پر آشوب ماحول کے ذریعہ لوگوں کو عاجز کرنا چاہتا ہے۔ آپ خدا پر بھروسہ اور اپنے پُر جوش جوانوں پر بھروسہ کے ذریعہ ہر بدامنی اور پر آشوب ماحول پر غالب ہو سکتے ہیں

”آپ کا دشمن اپنے حفاظتی عناصر اکٹھا کر کے انہیں آپ سے مقابلہ کے لئے بھیجنا چاہتا ہے تاکہ بدامنی اور آشفتگی کے ذریعہ لوگوں کو عاجز کر دے۔ آپ ان سے نہ ڈریں۔ آپ ان آلہ کار عناصر سے زیادہ مضبوط ہیں۔ آپ اس وقت ایسے مرحلہ میں ہیں کہ خداوند عالم نے جس مرحلہ میں اپنے پیغمبر اور ان کے اصحاب سے فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ“

آپ خدا پر بھروسہ اور اپنے پُر جوش جوانوں پر بھروسہ کے ذریعہ ہر بدامنی اور پر آشوب ماحول پر غالب ہو سکتے ہیں“^۲

۱۔ ۲۰۱۲/۸/۱۶

۲۔ ۲۰۱۱/۲/۲۲

مغرب اور امریکا کی سیاسی اور پر فریب چالوں پر بھروسہ نہ کیجئے اور مکمل طور پر خود مختار عوامی اور اسلام کے معتقد نظام کے علاوہ کسی دوسری چیز پر راضی نہ ہوں

”مغرب اور امریکا کی سیاسی اور پر فریب چالوں پر بھروسہ نہ کیجئے۔ وہ کچھ دنوں پہلے تک فاسد حکومت کی پشت پناہی کر رہے تھے اور اب جب اسے بچانے سے ناامید ہو گئے ہیں تو عوام کے حقوق کی بات کر رہے ہیں۔ وہ اس آڑ میں اپنے مہروں کو جا بجا کرنے اور اپنے افراد کو نئے چہروں کے طور پر پیش کر کے دوبارہ آپ پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ قوموں کے شعور کی توہین ہے۔ آپ ان کو برداشت نہ کریں اور مکمل طور پر خود مختاری، عوامی حکومت اور اسلام کے معتقد نظام کی تشکیل کے علاوہ کسی دوسری چیز پر راضی نہ ہوں“^۱۔

کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ انسان دشمن کے سامنے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے ورنہ دشمن کے سامنے ایک قدم پسپائی سے دشمن کا اپنے دام میں گرفتار کرنے اور دست درازی کرنے کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے

”کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ انسان دشمن کے سامنے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے ورنہ دشمن کے سامنے ایک قدم پسپائی سے دشمن کا اپنے دام میں گرفتار کرنے اور دست درازی کرنے کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ کو اس بات پر افتخار ہے کہ اس نے ۳۲ سال میں دشمن کے مقابلہ میں ایک قدم بھی پسپائی اختیار نہیں کی ہے۔ اگرچہ دباؤ بہت تھا، فوجی دباؤ تھا، سلامتی اور سیکورٹی کا دباؤ تھا، پابندی کا دباؤ تھا، سیاسی دباؤ تھا اور پروپیگنڈے کا دباؤ تھا لیکن ہم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے“^۲۔

۱۔ ۱۳۸۹/۱۱/۱۵

۲۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۷

امت مسلمہ کے درمیان اسلام پر عمل، بھائی چارہ پیدا کرنے، اقوام کے لئے سعی کوشش، بڑی طاقتوں اور ان میں سرفہرست امریکا کے ارادوں سے سرکشی کرنے کا مقابلہ ہونا چاہیے

”امت مسلمہ کے درمیان اسلام پر عمل، بھائی چارہ پیدا کرنے، اقوام کے لئے کوشش، بڑی طاقتوں اور ان میں سرفہرست امریکا کے ارادوں سے سرکشی کرنے کا مقابلہ ہونا چاہیے۔ مسلمان اقوام جس جگہ بھی امریکی اور صہیونی سیاست کو اختلاف پیدا کرتے دیکھیں، سمجھ جائیں کہ یہ اختلاف نقصان دہ ہے۔ وہ دھوکہ نہ کھائیں۔ ہمارے خطہ کے معاملات بہت اہم ہیں۔ اقوام کو بیدار رہنا چاہیے۔ کچھ مسلم ممالک اور کچھ مسلمان اقوام بیداری کے نتیجے میں استکبار کے پسندیدہ حالات سے اب گئے ہیں۔ عوام نے مصر، تونس اور بعض دوسرے علاقوں میں امریکا کی دسیوں سال کی سرمایہ کاری اور کوشش پر پانی پھیر دیا۔ یہ بیداری ہے، اس کی حفاظت کرنی چاہیے“^۱۔

معیار یہ ہونا چاہیے کہ ہم دیکھیں کہ اسلام کا اعلانیہ دشمن جس طرف ہے باطل وہیں پر ہے۔ اس کا نقطہ مقابل، حق ہے، یہ معیار ہے۔ اس معیار کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ہماری نظر میں اس کا سب سے واضح مصداق اقوام کے درمیان اتحاد و اتفاق کا مسئلہ ہے۔ وہ اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں

”معیار یہ ہونا چاہیے کہ ہم دیکھیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا اعلانیہ دشمن جس طرف ہے باطل وہیں پر ہے۔ اس کا نقطہ مقابل، حق ہے، یہ معیار ہے۔ اس معیار کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ہماری نظر میں اس کا سب سے واضح مصداق اقوام کے درمیان اتحاد و

اتفاق کا مسئلہ ہے۔ وہ مسلمان اقوام کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ یہ اختلاف غلط ہے۔ قرآنی آیات میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ تفرقہ، اختلاف، ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہونا، امستِ مسلمہ کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔^۱

اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآن نے ہمیں سکھایا ہے کہ اگر تم صبر کرو، ثابت قدم رہو اپنا موقف نہ بدلو اور اپنا رخ نہ بدلو تو تم کامیاب ہو۔ یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ قرآن ہم سے کہتا ہے کہ اگر تم اس راستہ اور اس مقصد پر ایمان رکھو اور اس ایمانی راستہ پر قدم بڑھاؤ تو یقیناً تم کامیاب ہو۔ ”اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآن نے ہمیں سکھایا ہے کہ اگر تم صبر کرو، ثابت قدم رہو، اپنا موقف نہ بدلو اور اپنا رخ نہ بدلو تو تم کامیاب ہو۔ یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ قرآن ہم سے کہتا ہے کہ اگر تم اس راستہ اور اس مقصد پر ایمان رکھو اور اس ایمانی راستہ پر قدم بڑھاؤ تو یقیناً تم کامیاب ہو۔ یہ قرآن کا درس ہے۔ مسلمان اقوام کو اسے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ مسلمان اقوام کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیے۔ اگر انہوں نے یقین کر لیا تو وہ دشمن کی انتہائی پیچیدہ فوجی اور سراغ رساں مشینری پر کامیاب ہو جائیں گے اگر سستی اور کمزوری سے کام لیا، اگر خدا پران کا بھروسہ کم ہو گیا، اگر انہوں نے دشمن کی مسکراہٹ اور دشمن کی چالوں پر بھروسہ کر لیا تو وہ یقیناً شکست کھا جائیں گے۔“^۲

۱۔ ۲۰۱۲/۸/۲۰

۲۔ ۲۰۱۲/۶/۲۵

اسلام کی بنیاد پر تشکیل پانے والے نظام کے لئے تدبیر اور منصوبہ سازی نظام عمل بنانے کا اہم پہلو جدید اور جانشین نظام کی منصوبہ سازی ہے:

آپ کا اصلی اور بڑا کام نظام سازی ہے۔ یہ پیچیدہ اور دشوار کام ہے آپ اپنے اوپر مغربی لبرالزم، لامذہبیت، انتہا پسند وطنیت یا بائیں بازو کے مارکسٹی نظریات کے نمونے نہ تھوپنے دیں

”آپ کا اصلی اور بڑا کام نظام سازی ہے۔ یہ پیچیدہ اور دشوار کام ہے۔ آپ اپنے اوپر مغربی لبرالزم، لامذہبیت، انتہا پسند وطنیت یا بائیں بازو کے مارکسٹی نظریات کے نمونے نہ تھوپنے دیں۔ مشرقی بلاک کا زوال ہو گیا اور مغربی بلاک فقط تشدد، جنگ اور فریب سے بچا ہوا ہے اور اس کے بھی نیک انجام کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ رفتار زمانہ ان کے خلاف اور اسلام کے حق میں ہے“^۱۔

یہ نظام سازی اسلام کی بنیاد پر ہو اور مذکورہ نظام عوامی ہو:

جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کو نئے سیاسی نظام کی تدوین میں اسلامی روح کے مکمل طور پر موجود ہونے کی کوشش کرنی چاہیے

”جوانوں، روشن خیالوں اور علمائے دین کی بیدار نگاہوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ سب سے بڑا خطرہ، ان ممالک کے نئے سیاسی نظام کی تدوین میں کفر و استکبار کے عناصر کی دخالت اور اثر اندازی ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ جدید نظام کی اسلامی روح اور اس کا عوامی ہونا، مکمل طور پر محفوظ رہے۔ اس سلسلہ میں سب سے نمایاں کردار آئین کا ہے“^۲۔

^۱۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

^۲۔ ۲۰۱۱/۱۰/۳

امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں یہ نظام سازی ہی درحقیقت عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے۔ اس سلسلہ میں معظم لہ کے پیش کردہ نکات یہ ہیں:

نظام سازی، آئین کی تدوین، ملک اور انقلاب کا انتظام سنبھالنا ہی درحقیقت عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے

اس عظیم جہاد میں انقلابی اقوام کی ذمہ داریاں یہ ہیں:

اسلامی ممالک پر محیط پسماندگی، استبداد، لادینیت، غربت اور اغیار سے وابستگی کی تاریخ کی مختصر مدت میں تلافی

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، عوامی و جمہوری طریقوں اور عقل و علم کی رعایت کرتے ہوئے معاشرے کی تعمیر

”لبرل ازم“ سے عاری ”معاشرے کے حقوق اور اس کی آزادی“، ”مارکسزم“ سے عاری

”مساوات“ اور ”مغربی فاشزم“ سے عاری ”سماجی نظم و ضبط“ قائم کرنا

اسی طرح دنیا میں گوشہ گیر ہوئے بغیر خود مختار بننا، اغیار پر منحصر ہوئے بغیر ترقی کرنا اور سیکولر

یا قدامت پسند ہوئے بغیر علمی میدانوں میں آگے بڑھنا

”آپ کے سامنے سب سے اہم مرحلہ نظام سازی، آئین کی تدوین اور ملک کا انتظام

سنبھالنے کا کام ہوگا۔ یہی درحقیقت عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے۔ اس

عظیم جہاد میں آپ کا سب سے بنیادی کام یہ ہوگا کہ انشاء اللہ آپ اپنے ملک پر محیط

پسماندگی، استبداد، لادینیت غربت اور اغیار سے وابستگی کی تاریخ کی کس طرح کم

سے کم مدت میں تلافی کرتے ہیں اور کس طرح اسلامی نقطہ نظر کے مطابق عوامی و

جمہوری راستوں سے عقل و منطق اور علم کا لحاظ رکھتے ہوئے معاشرے کی تعمیر کرتے

ہیں اور داخلی و بیرونی خطروں کا کیسے سامنا کرتے ہیں؟ آپ کس طرح ”لبرل ازم“ سے

دور رہتے ہوئے ”معاشرے کے حقوق اور اس کی آزادی“، ”مارکسزم“ سے عاری ”مساوات“ اور ”مغربی فاشزم“ سے گریز کرتے ہوئے ”سماجی نظم و ضبط“ قائم کرتے ہیں۔ آپ کس طرح جمود اور رجعت پسندی میں گرفتار ہوئے بغیر ترقی یافتہ اسلامی شریعت پر پابند رہتے ہیں، دنیا میں گوشہ گیر ہوئے بغیر کس طرح خود مختار بننے ہیں، اغیار پر منحصر ہوئے بغیر کس طرح ترقی کرتے ہیں، سیکولر اور قدامت پسند ہوئے بغیر کس طرح علمی میدانوں میں آگے بڑھتے ہیں؟^۱

اسلامی اور عوامی ہونے کو بنیاد قرار دینا درحقیقت ”اسلامی عوامی“ نظام کے دو خصوصیات ہیں لیکن اس سے یہ تصور نہیں پیدا ہونا چاہیے کہ اس نظام کی ممکنہ شکل ایران میں تجربہ شدہ وہی نظام ہے۔ ”اسلامی عوامی“ نظریہ میں موجودہ طاقت مختلف شرائط کے ساتھ اس نظام کو ممکن الوقوع بناتی ہے۔ ”اسلامی عوامی نظام“ مختلف ملکوں میں متناسب شرائط کے تحت گونا گوں طریقوں اور شکلوں کے ساتھ محقق ہو سکتا ہے۔

”انقلاب لانے والی اقوام کا ایک اہم مطالبہ ملک کے انتظام و انصرام میں عوام کا حضور اور ان کے ووٹوں کا بنیادی کردار ہے۔ چونکہ وہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے ان کے مد نظر ”اسلامی عوامی نظام“ ہے یعنی ایسے نظام میں حکمران عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں اور معاشرے پر حاکم اقدار و اصول، اسلامی شریعت اور اسلامی نظریہ پر مبنی ہیں۔ یہ کام مختلف ممالک کے گونا گوں حالات، مختلف طریقوں اور شکلوں میں محقق ہو سکتا ہے“^۲۔

نظام سازی میں کامیابی کا لازمی مقدمہ اصطلاحات وضع کرنا اور متعلقہ ادارے قائم کرنا ہے:

۱۔ ۲۰۱۲/۲/۳

۲۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

اس رجحان اور تحریک کی افکار اور اصولوں کی بنیاد پر اصطلاحات بھی وضع کی جائیں اور متعلقہ ادارے بھی قائم کئے جائیں

”ہر عمومی تحریک کے لئے ضروری ہے کہ اس تحریک کے بنیادی اصول و افکار کے لحاظ سے اصطلاحات بھی وضع کی جائیں اور متعلقہ ادارے بھی قائم کئے جائیں۔ جب اسلامی حکومت اسلامی نظام اور اسلامی بیداری جیسی نئی افکار سامنے آتی ہیں تو یہ معاشرے کے سامنے نئے مفاہیم پیش کرتی ہیں، اس لئے اس تحریک کے پاس اپنے الفاظ ہونے چاہئیں۔ اگر یہ غیروں کے الفاظ اُدھار لے گی تو ماحول خراب ہو جائے گا۔ باتیں ناقص اور ادھوری رہ جائیں گی“^۱۔

”اصول پسند، اعتدال پسند اور عقلی اسلام“ کی بنیادی پر تعریفوں اور

اصطلاحات پر نظر ثانی کی جائے

”تعریفوں اور اصطلاحات پر نظر ثانی کی جائے اور ان کی اصلاح کی جائے۔ مغرب کی جانب سے آپ کے سامنے اسلام کے دو نمونے یعنی ”تکفیری اسلام“ اور ”الحادی اسلام“ پیش کئے گئے ہیں یا آئندہ پیش کئے جائیں گے تاکہ خطہ کے انقلابات کے درمیان ”اصول پسند اعتدال پسند اور عقلی اسلام“ کا نمونہ مستحکم نہ ہو سکے۔

الفاظ کی دوبارہ اور بغور تعریف کیجئے۔ امریکی اور برطانوی اسلام سے بدگمان رہیئے کیوں کہ یہ آپ کو مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام، صارفی تہذیب اور اخلاقی انحطاط کی کھائی میں گرا دے گا“^۲۔

۱۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۳

۲۔ ۲۰۱۲/۲/۲۳

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ اسلامی تعلیمات پر منحصر ہو کر جدید نظام اور جدید اداروں کی تشکیل عوام کی عظیم طاقت کی بنیاد پر ہونی چاہیے اور اسے حالات و واقعات میں ان کے کردار کے مزید بہتر ہونے کا پیش خیمہ بننا چاہیے۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں انقلابات کا ”عوامی ہونا“ اور اس کے ذیل میں نظام کا ”عوامی ہونا“ ان کے تشخص کا اہم ترین عنصر ہے۔ آپ نے مختلف مقامات پر اسلامی تحریک اور اسلامی نظام میں عوام کی اہمیت اور ان کے کردار کے متعدد پہلوؤں پر گفتگو کی ہے:

انقلابات کا عوامی ہونا ان کے تشخص کی تشکیل میں اہم ترین عنصر ہے۔
عوام اور عوامی شخصیات، خود ان انقلابات کے اصلی مالک، اس کی حفاظت کے لئے پرعزم اور مستقبل میں ترقی کی راہ پر گامزن اس تحریک کے خدوخال معین کرنے والے ہیں

”انقلابات کا عوامی ہونا ان کے تشخص کی تشکیل میں اہم ترین عنصر ہے۔ بیرونی طاقتیں دل و جان سے کوشش کر رہی تھیں کہ کسی طرح ان ممالک میں ظالم و جابر، فاسد اور وابستہ حکمرانوں کا اقتدار محفوظ رکھیں۔ انہوں نے اس وقت ان کی حمایت چھوڑی جب عوام کے قیام اور ارادوں نے ان کے لئے امید کی کوئی کرن نہیں چھوڑی۔ اس لئے بیرونی طاقتوں کو ان انقلابات کی کامیابی میں خود کو شریک سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ عوام اور عوامی شخصیات، خود ان انقلابات کے اصلی مالک، اس کی حفاظت کے لئے پرعزم اور مستقبل میں ترقی کی راہ پر گامزن اس تحریک کے خدوخال معین کرنے والے ہیں اور وہی ہمیشہ رہیں گے۔ انشاء اللہ“^۱۔

تمام بڑی اور سماجی تحریکوں میں عوام کا کردار ہی معیار ہے یعنی کسی بھی انقلاب اور تبدیلی کے پھیلنے کا انحصار اس کے عوام سے رابطہ پر ہوتا ہے ”ہمارا سب سے اہم کردار اور اصل مسئلہ عوام ہیں۔ عوام کی شرکت، عوام کا رجحان اور ان کا پختہ ارادہ ہمارے لئے اہم ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ تمام بڑی اور سماجی تحریکوں میں عوام کا کردار ہی معیار ہے یعنی کسی بھی تبدیلی کا پھیلنا، کسی بھی فکر کی نشرو اشاعت اور کسی بھی سماجی مصلح کے اثر و رسوخ کی وسعت کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ عوام سے اس کا کتنا رابطہ ہے۔ اس کا، اس تحریک، اس تبدیلی اور اس انقلاب کا رابطہ عوام سے جتنا زیادہ ہوگا اس کی کامیابی کا امکان بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔ اگر وہ عوام سے الگ ہو گیا تو زیادہ دن تک باقی نہیں رہ سکے گا اور اس کے بے اثر ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا“۔^۱

جہاں کہیں بھی قومیں میدان عمل میں آجائیں، ایثار و فداکاری پر آمادہ ہوں اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لیں تو کوئی بھی طاقت ان کے مقابلہ میں ثابت قدم نہیں رہ سکتی ہے۔ ہمیشہ خون تلوار پر فتح حاصل کرتا ہے ”آپ بعض ممالک کی موجودہ صورتحال دیکھئے، اپنے اہداف تک رسائی کے لئے عام لوگوں کے ہاتھ میں اسلحہ ہے۔ ایرانی عوام کے ہاتھ میں اسلحہ نہیں تھا۔ وہ خالی ہاتھ اپنے جسموں کے ساتھ میدان میں آگئے۔ وہ اپنا خون اور اپنی جان ہتھیلی میں لے کر میدان میں آگئے۔ یہ ایمان کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے، یہ عمیق ایمان کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ عمیق ایمان لوگوں کے درمیان پھیل گیا، وہ میدان میں آگئے اور خون نے تلوار

پر فتح حاصل کی۔ یہ ہر جگہ کا قانون ہے۔ ہر جگہ ایسا ہی ہے۔ جہاں کہیں بھی قومیں ایثار و فداکاری پر آمادہ ہوں اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آجائیں تو کوئی بھی طاقت ان کے مقابلہ میں ثابت قدم نہیں رہ سکتی ہے۔ جب بھی عوام میدان عمل میں آجائیں تو خون ہمیشہ تلوار پر فتح حاصل کرتا ہے“۔^۱

بلند اہداف اور پیغامات رکھنے والا نظام مختلف طرح کے چیلنج کا سامنا کرتا ہے اس لئے تیار رہنا چاہیے۔ یہ آمادگی سب سے زیادہ عوام کے جذبہ ایمانی اور ان کی آگاہی و بیداری پر منحصر ہے

”اسلامی جمہوریہ جیسا نظام جس کے (عظیم) اہداف، آرزوئیں اور پیغامات یہ ہیں کہ وہ ظلم کا دشمن ہے، استکبار کا دشمن ہے اور عالمی طاقتوں کی غرور آمیز توسیع پسندی کا دشمن ہے۔ ایسے نظام کو مختلف شکلوں میں طرح طرح کے چیلنج کا سامنا کرنا ہوگا۔ اس لئے آپ تیار رہیے۔ یہ آمادگی سب سے زیادہ عوام کے جذبہ ایمانی پر منحصر ہے۔ کسی بھی قوم کے تشخص، کسی بھی قوم کی عزت اور دشمنوں سے اس کی نجات کا سب سے مضبوط پشت پناہ اور مستحکم محافظ عوام کے اندر پائے جانے والی آگاہی و بیداری ہے۔ ہم نے جنگ میں اس کا تجربہ کیا ہے۔ آج بھی جس شعبہ میں اور جس میدان میں بیدار حکام توجہ کے ساتھ عوام کو شراکت کا موقع دیں وہاں یہی صورت حال پیش آئے گی“۔^۲

۱۔ ۲۰۱۲/۹/۱۹

۲۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۳

ایرانی انقلاب کی صورتحال یہ تھی کہ سب میدان عمل میں آگئے تھے۔ اسی وجہ سے پہلے دن سے ہی ملک کے حکام نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ بڑی طاقتوں کی بے جا باتیں اور بے جا توقعات قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ حکام مطمئن تھے کہ میدان رزم مستحکم ارادہ اور پختہ شعور کے حامل انسانوں سے بھرا ہوا ہے

”یہ ایرانی عوام کی صورتحال تھی۔ سب میدان عمل میں آگئے تھے۔ اسی وجہ سے پہلے دن سے ملک کے حکام نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ بڑی طاقتوں کی بے جا باتیں اور بے جا توقعات قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ مثلاً فلاں ملک نے جلدی انقلاب برپا کیا ہے اور امریکی دباؤ ڈال رہے ہیں، مغربی طاقتیں دباؤ ڈال رہی ہیں اور ان کے حکام کو خاص موقف اپنانے پر مجبور کر رہی ہیں، آپ یہ نہ سمجھئے کہ ایسا ایران میں نہیں تھا، کیوں نہیں یہاں پر بھی تھا۔ یہاں پر بھی یہی دباؤ تھا۔ لیکن کوئی اس دباؤ پر توجہ نہیں کرتا تھا، ضرورت ہی نہیں تھی۔ ملک کے حکام کا انحصار عوام کے ارادہ اور ایمان پر تھا۔ وہ مطمئن تھے کہ میدان رزم مستحکم ارادہ اور پختہ شعور کے حامل انسانوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ آج بھی ایسا ہی ہے۔ خدا کی مدد سے آج بھی اسلامی جمہوریہ کا نظام کسی بڑی طاقت کی بات اور کسی تسلط پسند اور مداخلت پسند طاقت کا مطالبہ ماننے پر خود کو مجبور نہیں پاتا ہے۔ جو اس کے حق میں بہتر ہے اسے قبول کرے گا اور اس پر عمل کرے گا اور جو اس کے حق میں بہتر نہیں ہے اسے ایک کونے میں ڈال دے گا، خواہ دنیا کی ساری طاقتیں برہم ہو جائیں۔ یہ (ہماری) سیاست ہے۔ یہ عوام کے جذبہ ایمانی پر بھروسہ کے سبب ہے۔“

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ممالک اور معاشرے صحیح موقع و محل اور مناسب وقت نہ جاننے کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ جب ذمہ داری عوام کے ہاتھ میں ہو، جب عوامی صلاحیتوں اور عوامی شراکت کو میدان عمل میں آنے کا موقع دیا جائے تو اس طرح کی غفلت سامنے نہیں آتی ہے

”عام طور پر ایسا ہوتا ہے ممالک اور معاشرے صحیح موقع و محل اور مناسب وقت نہ جاننے کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ جب دشمن کمین میں ہوتا ہے تو ہم کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ کمین میں ہے یا اگر ہم کو معلوم بھی ہو گیا تو فوری راہ حل نہیں پیش کرتے ہیں، ایسے وقت میں ہم نقصان اٹھاتے ہیں۔ جب ذمہ داری عوام کے ہاتھ میں ہو، جب عوامی صلاحیتوں اور عوامی شراکت کو میدان عمل میں آنے کا موقع دیا جائے تو اس طرح کی غفلت سامنے نہیں آتی ہے۔“

امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے مختلف موقعوں پر عوام کی عظیم طاقت سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ بہرہ مندی کے سلسلہ میں کچھ سفارشات کی ہیں:

ہمارے انقلاب میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ اسلامی تعلیمات سے ماخوذ امام کی حکمت سے انقلاب کی کامیابی کے بعد عوام کا کردار ختم نہیں ہوا بلکہ باقی اور جاری رہا

”ہمارے انقلاب میں بنیادی نکتہ یہ تھا کہ انقلاب کی کامیابی کے بعد عوام کا کردار ختم نہیں ہوا۔ ایسا ہمارے عظیم امام راحل اور اس باحکمت، خدائی اور معنوی انسان کی تدبیر اور گہری سوچ کی وجہ سے ہوا۔ انہوں نے ایرانی عوام کو صحیح طرح سے پہچان لیا

تھا۔ انہیں ایرانی عوام پر یقین تھا، ایرانی عوام کی صداقت، عزم محکم اور توانائیوں پر انہیں ایمان تھا۔ اس وقت بعض افراد کا کہنا تھا کہ اب تو انقلاب کامیاب ہو چکا ہے، اب لوگ اپنے گھروں میں واپس چلے جائیں۔ امام امت مضبوطی سے اپنے نظریہ پر قائم رہے اور انہوں نے معاملات عوام کے حوالہ کر دیئے۔ یعنی انقلاب کی کامیابی کے پچاس دن بعد ملک کا سیاسی نظام عوام کے ریفرنڈم سے طے ہوا۔ آپ مختلف انقلابوں کو دیکھتے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ اس بات کی کتنی زیادہ اہمیت ہے۔ ہم انقلاب کے ۳۲ سالہ تجربہ کا نئے سرے سے جائزہ لیتے ہیں تو امام کی حکمت عملی اور تدبیر کی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ اسلامی جمہوریہ جیسا نظام اپنے بلند اہداف کے ذریعے اور استکبار اور عالمی ناانصافی کی مخالفت اور پوری دنیا میں طاقت و قدرت کے شیطانوں کے مقابلہ میں پائیداری کی وجہ سے اپنے خطرناک دشمن بنا لیتا ہے۔ اس کے سامنے مختلف چیلنج کھڑے کئے جاتے ہیں، مشکلیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ایسا نظام اگر باقی رہنا چاہے تو اسے پائیداری اور پیش رفت کے لئے کوئی عظیم محافظ اور طاقت درکار ہے۔ اسلامی انقلاب میں اسلامی تعلیمات سے ماخوذ امام کی تدبیر سے یہ محافظ طاقت عوام کا ارادہ، عزم و ہمت اور ان کی شراکت ہے۔ اس لئے اسلامی نظام نے چیلنجز کا سامنا کر لیا اور وہ ان پر کامیاب ہو گیا۔ پورے اطمینان کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اسلامی جمہوریہ اپنے سامنے آنے والے تمام سخت اور آسان چیلنجز کے مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے۔ خدا کی مدد اور اس کے فضل و ہدایت سے ہر چیلنج کے سامنے کامیاب ہوگا۔ میں ان باتوں سے دوسرا نتیجہ نکالنا چاہتا ہوں جس کے مخاطب درحقیقت ملک کے تمام حکام ہیں۔ جس میدان میں بھی ملک کے حکام نے عوام کی توانائیوں کو بچپانا اور استعمال کیا، ہم کامیاب ہوئے۔ جہاں کہیں بھی ناکامی ہے، اس

کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس میدان میں عوام کو بھرپور شراکت نہیں دے سکے۔ ہمارے پاس ایسے مسائل کم نہیں ہیں جو ابھی حل نہیں ہوئے ہیں۔ ملک کے تمام گوناگوں مسائل میں ملک کے حکام مہارت، دقت نظر اور خلافت کے ساتھ عوام کی شراکت کے راستے پیدا کریں۔ جیسا کہ جنگ کے انتہائی دشوار مرحلہ میں یہ کام انجام پایا، کہ راستہ کھل گیا،^۱۔

ہر عوامی انقلاب و قیام میں، حقیقی جنگ ارادوں کی ہوتی ہے۔ جس کا ارادہ زیادہ مضبوط ہو اور جو زیادہ مشکلات برداشت کر لے اس کی کامیابی یقینی ہے

”ہر عوامی انقلاب و قیام میں، حقیقی جنگ ارادوں کی ہوتی ہے۔ جس کا ارادہ زیادہ مضبوط ہو اور جو زیادہ مشکلات برداشت کر لے اس کی کامیابی یقینی ہے۔ قرآن ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ:

”إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ“
اور اللہ اپنے پیغمبر سے کہتا ہے:

”فَلَذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ“
دشمن طاقت اور فریب کے ذریعہ آپ کا ارادہ کمزور کرنا چاہتا ہے۔ محتاط رہیے کہ آپ کا ارادہ کمزور نہ ہو،^۲۔

^۱۔ ۲۰۱۱/۱۰/۱۲

^۲۔ ۲۰۱۱/۲/۲۳

اپنی جوان نسل پر اعتماد کیجئے، ان میں خود اعتمادی بحال کیجئے اور ان کو
 باتجربہ اور بزرگ افراد کے تجربوں سے بہرہ مند کیجئے
 ”اپنی جوان نسل پر اعتماد کیجئے، ان میں خود اعتمادی بحال کیجئے اور ان کو مجرب روزگار
 اور بزرگ افراد کے تجربوں سے بہرہ مند کیجئے“^۱۔

اسلامی ممالک کو اپنے قومی مفادات کے تحفظ، اپنی عوام کے
 احساسات جذبات کو جلب کرنے اور اپنی تاریخی ذمہ داری ادا کرنے
 کے لئے امت مسلمہ کے تشخص کے بنیادی نقاط پر زور دینا چاہیے
 ”اسلامی ممالک کو اپنے قومی مفادات کے تحفظ، اپنی عوام کے احساسات جذبات کو
 جلب کرنے اور اپنی تاریخی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے، امت مسلمہ کے تشخص کے
 بنیادی نقاط پر زور دینا چاہیے۔ فلسطینی عوام کا کھل کر دفاع کرنا چاہیے، عراق کی مکمل
 خود مختاری اور عراقی عوام کو اختیارات دیئے جانے کا دفاع کرنا چاہیے، افغانستانی عوام
 کا دفاع کرنا چاہیے، یورپ، ایشیا اور افریقا کی مسلمان قوموں کا دفاع کرنا چاہیے،
 اپنے ممالک میں قرآنی تشخص اور قرآنی احکام سے دفاع کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے
 سے صمیم قلب سے نزدیک ہوں، ایک دوسرے سے صادقانہ رویہ رکھیں، ایک
 دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں، ایسی صورت میں امت مسلمہ خود
 کو استکبار کے پنجوں سے نجات دے سکے گی اور اسلامی دنیا کے سامنے استکباری
 طاقتوں کے تھوپے ہوئے خطروں سے نکل سکے گی“^۲۔

^۱۔ ۲۰۱۱/۹/۱۷

^۲۔ ۲۰۰۵/۹/۲

جب بھی کوئی حکومت فلسطین کی حمایت کرتی ہے اسے اپنی عوام، عرب اور مسلمان عوام کی حمایت نصیب ہوتی ہے

”فلسطین دسیوں سال سے اس خطہ کا سب سے مرکزی مسئلہ ہے۔ اس خطہ کے مسائل اتنے پیچیدہ اور ایک دوسرے سے مربوط ہیں کہ کوئی ملک اور کوئی قوم اپنی تقدیر فلسطین کے مسئلہ سے علیحدہ نہیں سمجھ سکتی۔ محاذ بھی صرف دو ہیں: یا فلسطین اور اس کی منصفانہ مزاحمت کی حمایت یا اس کے مد مقابل محاذ میں شامل ہونا۔ خطہ کی عوام نے شروع سے اپنا موقف واضح کر دیا ہے اسی وجہ سے جب بھی کوئی حکومت فلسطین کی حمایت کرتی ہے اسے اپنی عوام، عرب اور مسلمان عوام کی حمایت نصیب ہوتی ہے۔ مصر نے ساٹھ ستر کی دہائی میں اس کا تجربہ کیا ہے لیکن اگر کوئی حکومت خود کو مد مقابل محاذ میں ظاہر کرے تو عوام اس سے رخ پھیر لیتی ہے“۔^۱

لہذا:

۱۔ انقلابی اقوام کی کامیابی صحیح منصوبہ سازی پر منحصر ہے اور منصوبہ سازی کی بنیاد یہ ہے: فیصلہ کرنا، صحیح طریقہ سے مقصد کا انتخاب کرنا اور اس مقصد کی راہ میں پائیداری کے ساتھ قدم بڑھانا۔

۲۔ اس منصوبہ سازی کی ایک کڑی جس سے کسی بھی صورت میں غافل نہیں ہونا چاہیے وہ امت مسلمہ اور انقلابی اقوام کی اندرونی کمزوریوں اور خامیوں سے مقابلہ کے لئے غور و فکر کرنا اور دستور العمل بنانا ہے۔ انقلابی اقوام کا سامنا دو طرح کی کمزوریوں اور خامیوں سے ہے۔ ایک وہ کمزوریاں جو فی الوقت اکثر اسلامی معاشروں میں موجود ہیں اور دوسری وہ خامیاں اور مشکلات ہیں جو ممکن ہے کہ مستقبل میں انقلابی افراد کے سامنے آئیں۔

۳۔ رہبر معظم کی نظر میں بنیادی طور پر عظیم امت مسلمہ کی بیشتر مشکلات بیرونی اسباب اور دشمن کی سازش کے بجائے اندرونی کوتاہی و غفلت یا بد عملی اور خیانت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

۴۔ خامیوں کے موجود ہونے اور صلاحیتوں سے استفادہ نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی ممالک اور مسلمان قومیں انسانی قافلہ علم سے پیچھے، اپنی عظیم مادی ثروت سے بے بہرہ، دنیا کے ثقافتی مقابلہ میں اغیار کی تہذیب سے مغلوب، عالمی میدان سیاست میں دوسروں کی پیرو اور فوجی لحاظ سے عام طور پر استکباری طاقتوں کی مداخلت اور پسپائی کا شکار رہی ہیں۔

۵۔ امت مسلمہ میں موجود اور چارہ جوئی کی محتاج پہلی قسم کی کمزوریاں اور خامیاں یہ ہیں: فرقہ وارانہ اور قومی اختلافات، مداخلت کرنے والی طاقتوں اور مغرب کی فاسد تہذیب کے سامنے تسلیم ہونا، بعض حکومتوں کی عوام سے بے توجہی، عالم اسلام کی بہت سی شخصیتوں کا دنیا پر مسلط طاقتوں سے مرعوب ہونا، اسلامی خطہ کے مرکز میں غاصب صہیونی حکومت کا وجود، دین اور سیاست کی علیحدگی کی ترویج اور اسلام کو انفرادی تجربہ کے طور پر پیش کرنا۔

۶۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات میں درپیش مشکلات اور قابل علاج خطرات کے عنوان سے پیش کی جانے والی انقلابی اقوام کی کوتاہیاں، غفلتیں اور کمزوریاں ذیل میں تحریر کی گئی ہیں:

احساس کامیابی سے پیدا ہونے والی آسودگی اور اس کے نتیجہ میں جذبول کا سرد پڑنا اور ارادوں کا مضحمل ہونا، انقلابیوں کا مال غنیمت میں اپنا حصہ لینے کی تگ و دو شروع کرنا، مستکبروں کے ظاہری کڑ و فر سے مرعوب ہونا، دشمن پر اعتماد اور اس کی مسکراہٹ، وعدوں اور حمایتوں کے دام میں پھنسنا، مغرور ہونا، دشمن کو غافل سمجھنا اور تفرقہ و اختلاف ایجاد کرنا۔

۷۔ بیرونی مشکلات کے بارے میں توجہ کرنی چاہیے کہ استکبار اور اس کے متعلقین کا اصول یہ ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں اٹھنے والی خود مختار اور آزادی بخش تحریک دیکھتے ہیں تو

کوشش کرتے ہیں کہ یا اس تحریک کو خود اس کی ضد اور مخالف تحریک میں بدل دیں یا اس کی روح ختم کر دیں۔

۸۔ ساری سازشوں سے دشمن کا مقصد لوگوں کو خستہ حال اور ناامید کرنا اور مجاہدین کو پشیمان کرنا ہے کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ اس صورت میں انقلاب کو شکست دینا، ممکن اور آسان ہو جائے گا اس لئے دشمن سے مقابلہ کا راستہ دلوں میں امید کی حفاظت اور انقلابیوں کا عزم راسخ ہے۔

۹۔ اسی سلسلہ میں دشمن کا ایک ہدف لوگوں کے جذبات سرد کرنا ہے۔ اس کا ایک راستہ اختلاف پیدا کرنا، یا جوانوں، ضعیفوں، مذہبی اور غیر مذہبی افراد کو مختلف انداز سے غیر اہم کاموں میں مشغول رکھنا ہے۔ لہذا دشمنی اور رکاوٹوں سے مقابلہ کا اہم راہ حل فروعی مسائل میں مشغول نہ ہونا ہے۔

۱۰۔ ایرانی عوام کا طولانی تجربہ بتاتا ہے کہ اسلامی و دینی اہداف پر اجتماع ہی وہ سبب ہے جو انقلابی اقوام کو آگے بڑھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کام انقلابات کے زہر قاتل یعنی ناامیدی پیدا ہونے اور جذبات کے سرد ہونے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

۱۱۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کے بیانات میں درپیش مشکلات اور قابل علاج خطرات کے عنوان سے استکبار کے تحریکوں سے مقابلے اور بیرونی خطرات اور مشکلات کے بعض مصادیق یہ ہیں: امریکا اور مغرب کے مفادات کے پابند عناصر کو بروئے کار لانا، اصل سسٹم اور طاقت کے اصلی مہروں کی حفاظت کرتے ہوئے صرف ظاہری تبدیلی کرنا، حکومتی ماڈل اور آئین پیش کرنا تاکہ اسلامی ممالک کو دوسری بار مغرب سے وابستگی کے دام میں گرفتار کیا جائے، انقلابیوں کی صف میں دراندازی، ناقابل اعتماد گروہ کو مال و زر اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مضبوط کرنا اور انقلاب کے اصلی عناصر کو گوشہ گیر کرنا، آشفتمند حالی، دہشت گردی، ادیان، قوموں، قبیلوں، جماعتوں یہاں تک کہ

پڑوسی حکومتوں اور قوموں کے ساتھ داخلی جنگ، اقتصادی محاصرہ، پابندی، قومی سرمایوں کو منجمد کرنا اور میڈیا کا ہمہ جہت پروپیگنڈہ، نیک اور موثر شخصیتوں کا قتل یا ان میں سے بعض کو بدنام اور دوسری جانب بعض کمزور شخصیت کے حامل افراد کو خریدنا۔

۱۲۔ مال و دولت، اسلحہ، ایٹمی بم، مسلح فوجوں، ڈپلومیٹک راستے اور دشمن کے سارے وسائل کے مقابلہ میں ثبات قدم کا راستہ عوام کے جذبہ ایمانی پر بھروسہ ہے۔ محتاط رہنا چاہیے کہ یہ ایمان ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

۱۳۔ دشمن پر کامیابی کے لئے اقوام کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیے، انسانی عقل و فکر کی نعمت سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اپنے اوپر اور اپنے خدا پر اعتماد کرنا چاہیے اور خدا سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔

۱۴۔ انقلابی اقوام کو جان لینا چاہیے کہ سعی و کوشش، حرکت و تحرک اور خطرات و مشکلات کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔

۱۵۔ استکبار کی کوشش ہے کہ وہ اسلامی معاشروں میں خواتین پر مغربی تہذیب اور طرز زندگی تھوپ دے تاکہ مسلمان خاتون کو اس کے اسلامی تشخص سے بیگانہ کر دے۔ یہ کام کسی حد تک ہو چکا ہے اس لئے مسلمان خاتون کو اس کا اسلامی تشخص واپس دلانا بنیادی سفارشات و ہدایات کا حصہ ہے۔

۱۶۔ قدس، امت مسلمہ کا بنیادی مسئلہ ہے لیکن آج دشمن کی کوشش ہے کہ وہ اس مسئلہ کو غیر اہم بنا دے۔ عالم اسلام کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

۱۷۔ دشمن بدامنی اور آشفستگی کے ذریعہ لوگوں کو عاجز کرنا چاہتا ہے۔ آپ خدا پر بھروسہ اور اپنے پر جوش جوانوں پر بھروسہ کے ذریعہ ہر بدامنی اور پر آشوب ماحول پر غالب ہو سکتے ہیں۔

۱۸۔ استکباری طاقتیں کبھی کبھی خیر خواہی کے لباس میں برسرِ پیکار ہوتی ہیں اس لئے امریکا اور مغربی طاقتوں کی سیاسی اور پرفریب چالوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

- ۱۹۔ کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ انسان دشمن کے سامنے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے ورنہ ایک قدم کی عقب نشینی و پسپائی بھی دشمن کے حوصلے بڑھا دیتی ہے۔
- ۲۰۔ امت مسلمہ کے درمیان اسلام پر عمل، بھائی چارہ پیدا کرنے، اقوام کے لئے کوشش، بڑی طاقتوں اور ان میں سرفہرست امریکا کے ارادوں سے سرکشی کرنے کا مقابلہ ہونا چاہیے۔
- ۲۱۔ معیار یہ ہونا چاہیے کہ ہم دیکھیں کہ اسلام کا اعلانیہ دشمن جس طرف ہے، باطل وہیں پر ہے۔ اس کا نقطہ مقابل، حق ہے، یہ معیار ہے۔ اس معیار کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ ہماری نظر میں اس کا سب سے واضح مصداق اقوام کے درمیان اتحاد و اتفاق کا مسئلہ ہے۔ وہ اختلاف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔
- ۲۲۔ اگر انقلابی اقوام صبر کریں، ثابت قدم رہیں اور اپنا موقف تبدیل نہ کریں تو کامیابی ان کا مقدر ہے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے۔
- ۲۳۔ اسلامی تحریک کی منصوبہ سازی میں ایک اہم کام، جدید اور جانشین نظام کی منصوبہ سازی اور اس کا لائحہ عمل بنانا ہے۔ یہ کام اسلامی بنیادوں پر انجام پانا چاہیے اور مذکورہ نظام عوامی ہو۔
- ۲۴۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی کی نظر میں یہ نظام سازی ہی درحقیقت عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے۔ اس سلسلہ میں معظم لہ کے پیش کردہ نکات یہ ہیں:
- نظام سازی، آئین کی تدوین اور ملک و انقلاب کا انتظام سنبھالنا ہی درحقیقت عصر جدید میں اسلامی تمدن کی تشکیل نو ہے۔
- اس عظیم جہاد میں انقلابی اقوام کی ذمہ داریاں یہ ہیں:
- اسلامی ممالک پر محیط پسمنانگی، استبداد، لادینیت، غربت اور اغیار سے وابستگی کی تاریخ کی مختصر مدت میں تلافی اور اس کا تدارک۔
- اسلامی نقطہ نظر کے مطابق، عوامی و جمہوری طریقوں اور عقل و علم کی رعایت کرتے ہوئے معاشرے کی تعمیر۔

”لبرلم“ سے عاری ”معاشرے کے حقوق اور اس کی آزادی“، ”مارکسزم“ سے عاری ”مساوات“ اور ”مغربی فاشزم“ سے عاری ”سماجی نظم و ضبط“ کا قیام۔

اسی طرح دنیا میں گونہ نشین ہوئے بغیر خود مختار بننا، اغیار پر منحصر ہوئے بغیر ترقی کرنا اور سیکولر یا قدامت پسند ہوئے بغیر علمی میدانوں میں پیش رفت۔

۲۵۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اس نظام کی واحد شکل ایران میں تجربہ شدہ نظام ہے ”اسلامی عوامی حکمرانی“ کے نظریہ میں مختلف حالات سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت ہے لہذا مختلف ممالک کے جداگانہ حالات اور تقاضوں کے لحاظ سے ”اسلامی عوامی نظام“ کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں۔

۲۶۔ اسلامی بنیادوں پر نظام سازی میں کامیابی کا لازمی مقدمہ اصطلاحات وضع کرنا اور متعلقہ ادارے قائم کرنا ہے۔ اسلامی تحریک اور اسلامی بیداری کی بنیادی افکار کے لحاظ سے اصطلاحات بھی وضع ہونی چاہئیں اور متعلقہ ادارے بھی قائم ہونے چاہئیں۔

۲۷۔ اسلامی تحریک اور اسلامی نظام میں عوام کے کردار اور ان کی اہمیت مختلف پہلوؤں کی حامل ہے جن سے واقفیت اور جن سے بہتر استفادہ کے لئے منصوبہ سازی انقلاب کی کامیابی اور بقا کا سبب ہے۔ ان میں سے بعض پہلو درج ذیل ہیں:

✽ عوام اور عوامی شخصیات، خود ان انقلابات کے اصلی مالک، اس کی حفاظت کے لئے پر عزم اور مستقبل میں ترقی کی راہ پر گامزن اس تحریک کے خدوخال معین کرنے والے ہیں۔

✽ تمام بڑی اور سماجی تحریکوں میں عوام کا کردار ہی معیار ہے یعنی کسی بھی انقلاب اور تبدیلی کے پھیلنے کا انحصار اس کے عوام سے رابطہ پر ہوتا ہے۔

✽ جہاں کہیں بھی قومیں میدان عمل میں آجائیں، ایثار و فداکاری پر آمادہ ہوں اور اپنی جان ہتھیلی میں لے لیں تو کوئی بھی طاقت ان کے مقابلہ میں ثابت قدم نہیں رہ سکتی ہے۔ خون ہمیشہ تلوار پر فتح حاصل کرتا ہے۔

✽ بلند اہداف اور پیغامات رکھنے والا نظام مختلف طرح کے چیلنج کا سامنا کرتا ہے اس لئے تیار رہنا چاہیے۔ یہ آمادگی سب سے زیادہ عوام کے جذبہ ایمانی اور ان کی آگاہی و بیداری پر منحصر ہے۔

✽ ایرانی انقلاب کی صورتحال یہ تھی کہ سب میدان عمل میں آگئے تھے۔ اسی وجہ سے پہلے دن سے ہی ملک کے حکام نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ بڑی طاقتوں کی بے جا باتیں اور بے جا توقعات قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ حکام مطمئن تھے کہ میدان رزم مستحکم ارادہ اور پختہ شعور کے حامل انسانوں سے بھرا ہوا ہے۔

✽ عام طور پر ممالک اور معاشرے صحیح موقع محل اور مناسب وقت نہ جاننے کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ جب ذمہ داری عوام کے ہاتھ میں ہو، جب عوامی صلاحیتوں اور عوامی شراکت کو میدان عمل میں آنے کا موقع دیا جائے تو اس طرح کی غفلت سامنے نہیں آتی ہے۔

۲۸۔ امام خامنہ ای مدظلہ العالی نے مختلف موقعوں پر عوام کی عظیم طاقت سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ بہرہ مندی کے سلسلہ میں کچھ سفارشیوں کی ہیں:

✽ انقلاب کی کامیابی سے عوام کا کردار ختم نہیں ہونا چاہیے۔ ایرانی انقلاب کی کامیابیوں میں بنیادی نکتہ یہی عوام کی مستقل شراکت اور ان کا کردار تھا۔ اسلامی تعلیمات سے ماخوذ امام کی حکمت عملی سے یہ کام انجام پایا۔

✽ تمام مسائل اور مشکلات حل کرنے کے لئے عوامی طاقت سے مدد لینی چاہیے۔ اسلامی جمہوریہ میں جہاں کہیں بھی حکام نے عوام کی توانائیاں پہچان لیں اور انہیں استعمال کیا وہاں ان کو کامیابی حاصل ہوئی۔

✽ ہر عوامی قیام میں، حقیقی جنگ ارادوں کی ہوتی ہے۔ جس کا ارادہ زیادہ مضبوط ہو اور جو زیادہ مشکلات برداشت کر لے اس کی کامیابی یقینی ہے۔

- ✽ جوان نسل پر بھروسہ کرنا چاہیے، ان میں خود اعتمادی بحال کرنی چاہیے اور انہیں تجربہ کاروں اور بزرگ افراد کے تجربوں سے بہرہ مند کرنا چاہیے۔
- ✽ اسلامی ممالک کو اپنے قومی مفادات کے تحفظ، اپنی عوام کے جذبات کو جلب کرنے اور اپنی تاریخی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے، امت مسلمہ کے تشخص کے بنیادی نقاط پر زور دینا چاہیے۔
- ✽ امت مسلمہ کے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ جب بھی کوئی حکومت فلسطین کی حمایت کرتی ہے تو اسے اپنی عوام، عرب اور مسلمان عوام کی حمایت نصیب ہوتی ہے۔